رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۶۴

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر ویامرون بالمعروف وینھون عن المنکر واولئک ھم المفلحون

رسالہ تشحیذ الاذہان قادیان

مرتبہ

قاضی محمد ظہور الدین اکمل

بابت ماہ اگست سنہ ۱۹۲۱ء مطابق ذی الحجہ سنہ ۱۳۳۹ھ

فہرست مضامین

نبوت بعد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم

و

صداقت دعوی مسیح موعود علیہ السلام

پر تحریری مباحثہ

مابین

جناب سید محمد اسحٰق صاحب و مولوی فاضل پروفیسر مدرسہ احمدیہ قادیان

و

مولوی فاضل ثناء اللہ صاحب ایڈیٹر اہل حدیث امرتسر

بمقام سرگودہ دسمبر سنہ ۱۹۱۶ء

باہتمام شیخ عبدالرحمن قادیانی پرنٹر ضیاء الاسلام پریس قادیان دارالامان

میں چھپا اور چودھری عبدالسلام پبلشر نے شائع کیا

مباحثہ سرگودہ چھپ گیا

یہ مباحثہ دسمبر ۱۹۱۶ء میں مابین جناب سید محمد اسحٰق صاحب مولوی فاضل و مولوی فاضل ثناء اللہ صاحب ایڈیٹر اہل حدیث ہوا تھا۔ اور اب تک طبع نہ ہوا۔ مجھے اس کی نقل مل گئی جو میں چھاپکر ہدیۂ ناظرین کرتا ہوں۔ اس مباحثہ میں پہلے مسئلہ نبوت بعد آنحضرتؐ پر بحث ہے۔ پہلا پرچہ مولوی ثناء اللہ صاحب کا ہے اس کا جواب سید محمد اسحٰق صاحب کی طرف سے پھر جواب الجواب مولوی ثناء اللہ صاحب کی طرف سے۔ پھر تردید جواب الجواب سید محمد اسحٰق صاحب سے۔ اسکے بعد صداقت دعوی مسیح موعودؑ پر پہلا پرچہ سید محمد اسحٰق صاحب کا ہے۔ اسکی تردید مولوی ثناء اللہ صاحب کی طرف سے۔ جواب الجواب سید صاحب سے۔ اس پر جرح کا آخری پرچہ مولوی ثناء اللہ کی طرف سے۔ اس پرچہ پر سرسری طور پر کچھ نوٹ غلط فہمی رفع کرنے کے لئے حاشیہ میں لگا دیئے ہیں۔ احباب کو چاہیئے کہ یہ رسالہ بامعان نظر مطالعہ فرمائیں انہیں بہت سے اعتراضوں کا مکمل جواب ملیگا۔ جسکے ذریعے وہ دوسرے دشمنان حق پر حجت قائم کر سکتے ہیں۔ جو طالبان حق فریقین کے دلائل کا موازنہ کرنا چاہتے ہیں۔ ان کے لئے بھی یہ رسالہ بہت مفید ہوگا۔ کیونکہ اس میں غیر احمدیوں کے ایسے وکیل کے دلائل جمع ہیں جو مخالفت سلسلہ عالیہ احمدیہ میں بہت بڑھا ہوا ہے اور یوں بھی مشاق مناظر ہے۔ اِدھر سے بھی ہمارے مکرم معظم جناب میر محمد اسحٰق صاحب ہیں۔

رسالہ کا اصل حجم ۸۰ صفحے ہے مگر یہ رسالہ ڈبل حجم پر شائع ہوتا ہے اور میں ہی جانتا ہوں کہ کس مشکل سے میں نے یہ رسالہ باہر سے ایک چوٹی کے کاتب سے لکھوایا ہے اور پھر چھپوائی وغیرہ میں بھی اپنی طرف سے جہد بلیغ کی ہے تشحیذ کا فنڈ کمزور ہے کہ باوجود اسقدر تخفیف عملہ کے کہ میں ہی مینجر ایڈیٹر محرر ہوں اور اس حد تک کمی اخراجات کے کہ اس سے بڑھکر ممکن نہیں۔ خرچ آمد سے بڑھ جاتا ہے مگر پھر بھی میں نے ۷۲ صفحے کا رسالہ چھپوا دیا ہے تاکہ یہ مشہور و معروف مباحثہ ایک ہی نمبر میں نکل جائے نیز بایں امید کہ ناظرین رسالہ تشحیذ کی قدر افزائی کریں جو خریدار نہیں وہ خریدار بن جائیں۔ اور جو پہلے ہی سے خریدار ہیں وہ اپنے اپنے ذمے کا بقایا ادا کریں اور کم از کم دو دو خریدار دیگر ممنون فرما دیں۔ اور اسکے علاوہ اس رسالہ کی متعدد کاپیاں خرید کر اپنے اپنے حلقہ اثر میں تقسیم کریں۔ قیمت اس رسالہ کی خریداران تشحیذ سے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

تشحیذ الاذہان

بابت ماہ اگست سنہ ۱۹۲۱ء

مباحثہ سرگودہ

مسئلہ ختم نبوت

مابین

جناب سید محمد اسحٰق صاحب (قادیانی) مولوی فاضل و ابوالوفا مولوی ثناء اللہ صاحب مرتسری مولوی فاضل

پرچہ اوّل منجانب مولوی ثناء اللہ صاحب

وقت ۱½ گھنٹہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وحدہٗ والصلوٰۃ والسلام علیٰ من لا نبی بعدہٗ

مسئلہ نبوت بعد آنحضرت صلعم

نبی کے معنے ہیں جسے خدا براہ راست اپنے بندوں کو تبلیغ احکام کے لئے

مقرر فرمائے۔ عام اس سے کہ اس کو جدید شریعت ملے یا پہلی شریعت کا پابند ہو۔ ان دونوں کی مثال حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون علیہما السلام ہیں۔ مسلمانوں کا اجماعی اعتقاد ہے کہ نبوت بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ختم ہے۔ اس اجماع کی دلیل قرآن اور حدیث میں ہے۔ قرآن کریم کی آیت مشہور ہے وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ۔ اس آیت میں جو (النَّبِيّٖنَ) کا لفظ ہے نبی کی جمع ہے اور خَاتَمَ کا مضاف الیہ۔ اس آیت کی صحیح تفسیر خود آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمائی ہے چنانچہ ارشاد ہے قال رسول اللہ صلی اللہ وسلم لِعَلِیٍّ اَنْتَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَةِ هَارُوْنَ مِنْ مُوْسٰی اِلَّا اَنَّهٗ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ متفق علیہ (مشکوٰۃ باب مناقب علیؓ) یعنے رسول خدا نے حضرت علی مرتضیٰ کو فرمایا۔ تو میرے ساتھ وہی نسبت رکھتا ہے جو ہارون کو حضرت موسیٰ کے ساتھ تھی۔ اتنا کہنے سے شک پیدا ہوتا تھا کہ حضرت ہارون چونکہ نبی تھے۔ شاید حضرت علی بھی نبی ہوں تو اس شک کے رفع کرنے کو فرمایا۔ اِلَّا اَنَّهٗ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ۔ فرمایا فرق اتنا ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔ اس مضمون کی احادیث بکثرت ہیں۔ مسلمانوں کا یہ عقیدہ ایسا اجماعیہ ہے کہ جناب مرزا صاحب قادیانی سنہ ۱۳۱۱ھ تک اس کو اجماعی عقیدہ سمجھتے تھے اور دعویٰ نبوت کو کفر جانتے تھے۔ چنانچہ اُن کے ملفوظات درج ذیل ہیں:۔

ما کان محمدٌ اَبَا اَحَدٍ من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین الا تعلم ان الرب الرحیم المتفضل سمی نبینا صلے اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء بغیر استثناء وفسر نبینا فی قولہ لا نبی بعدی ببیان واضح للطالبین ولو جوزنا ظہور نبی بعد نبینا صلی اللہ علیہ وسلم لجوزنا انفتاح باب النبوۃ بعد تغلیقہا وھذا خلف کما لا یخفی علی المسلمین وکیف یجیئ نبی بعد رسولنا صلعم وقد انقطع الوحی بعد وفاتہ وختم اللہ بہ النبیین (حمامۃ البشریٰ صفحہ ۲۰) اس عبارت میں مرزا صاحب نے تین باتوں کا اظہار کیا ہے۔ ختم نبوت از قرآن کریم اور حدیث

لا نبی بعدی کو قرآن مجید کی تفسیر ہونے کا اور بعد آنحضرتؐ کے کسی نبی کے ماننے سے اعتقادی خرابی پیدا ہونے کا۔ اسی طرح ایک دوسرے مقام پر فرمایا۔ وقد ختم اللہ برسولنا النبیین وقد انقطع النبوۃ۔ نیز فرمایا۔ فان النبوۃ قد ختمت وان رسولنا خاتم النبیین۔ اور یہاں تک بھی فرمایا۔ کہ جو کوئی بعد آنحضرتؐ نبوت کا قائل ہے وہ آنحضرتؐ کے خاتم النبیین ہونے کا منکر ہے چنانچہ آپؑ کے الفاظ یہ ہیں :۔

لا شک انہ من امن بنزول المسیح الذی ھو نبی من بنی اسرائیل فقد کفر بخاتم النبیین (تحفہ بغداد ص ۲۷-۲۸) +

ان سب عبارتوں کا ترجمہ یہ ہے کہ بعد نبوت ہمارے رسول کریم صلعم باب نبوت بند ہو گیا۔ اس لئے دعوئی نبوت کو خود مرزا صاحب قادیانی کفر جانتے ہیں۔ چنانچہ آپ کے الفاظ قابل غور ہیں فرماتے ہیں :۔ وما کان لی ان ادعی النبوۃ واخرج من الاسلام والحق بقوم کافرین۔ (حمامۃ البشریٰ ص ۹) یعنے یہ بات مجھ سے کیسے ہو سکتی ہے کہ میں نبوت کا دعوئی کر کے اسلام سے نکل جاؤں اور کافروں میں جا ملوں۔ یہ عبارت باواز بلند کہہ رہی ہے کہ بعد زمانہ نبوت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیہ نبوت کا دعوئی کرنا کفر اور خروج از اسلام کا باعث ہے۔ اسی لئے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میرے بعد دجال اکبر کے علاوہ تیس دجال آئینگے۔ انکی علامت یہ فرمائی۔ کلھم یدعی النبوۃ یعنی وہ نبوت کا دعوئی کرینگے غرض اس مضمون پر قرآن وحدیث اور خود مرزا صاحب کے اقوال سنہ ۱۳۱۱ھ تک کے شاہد عادل ہیں کہ نبوت ختم ہے اور مدعی نبوت کافر ہے +

ہاں آجکل نبوت کی ایک نئی قسم سنی جاتی ہے کہ بواسطہ نبوت محمدیہ جو الہام اور وحی ملے وہ نبوت ہو سکتی ہے اور اس کے اثبات کے لئے چند دلائل بھی دیئے جاتے ہیں مگر سب سے پہلے ہمارا سوال اس واسطہ پر ہے کہ نبوت محمدیہ کو جو واسطہ نبوت کہا جاتا ہے یہ کونسا واسطہ ہے واسطہ فی الثبوت ہے یا واسطہ فی العروض۔

یا کوئی اور قسم جونسا بھی ہو اُس کی تشریح کریں؟

دلیل یہ بیان کی جاتی ہے کہ سورۂ فاتحہ میں ہم کو منعم علیہم کی راہ کی ہدایت مانگنے کا حکم ہے اور منعم علیہم میں نبی بھی ہیں۔ اس دُعا کا مطلب یہ بتایا جاتا ہے کہ گویا ہم کو حکم ہے کہ نبوت مانگو۔ اگر نبوت کا ملنا محال تھا تو یہ دُعا کیوں سکھائی جاتی۔ اس کا جواب بالکل آسان ہے کہ قرآن مجید نے دوسرے مقام پر چند احکام بیان کئے ہیں جن کا شروع یوں ہے۔ قل تعالوا اتل ما حرّم ربکم علیکم الا تشرکوا بہ شیئًا و بالوالدین احسانًا۔ انکے بعد چند احکام بیان کرکے فرمایا۔ وانّ ھٰذا صراطی مستقیمًا فاتبعوہ۔ یعنی یہ میرا صراط مستقیم ہے۔ اس پر چلو۔ ثابت ہُوا کہ جس صراط مستقیم کی دُعا سورۃ فاتحہ میں ہم کو سکھائی گئی ہے وہ نبوت نہیں بلکہ ان احکام کی تعمیل ہے

دوسری بات یہ کہی جاتی ہے کہ اگر بعد آنحضرتؐ کے نبوت بند ہو جائے تو یہ کوئی فضیلت نہیں بلکہ نقص ہے کہ فیض کو بند کر دیا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ہندوستان میں وایسرائے بہادر سب سے اعلےٰ حاکم ہیں۔ ان کے آگے سب کی ترقی بند ہے۔ کیا وایسرائے کی برتری کا ثبوت ہے یا نقص کا۔ علاوہ اس کے ہمارے مخاطبین پر بھی یہ الزام عائد ہوتا ہے کیونکہ وہ نبوت جو پہلے زمانہ محمدیؐ کے جاری تھی۔ اس کا انسداد وہ بھی مانتے ہیں تو جو فیض قبل نبوت جاری تھا وہ تو بند ہُوا۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ جب تک نبی نہ آوے دنیا میں عذاب نہیں آتا۔ آجکل جو عذاب نازل ہیں اگر کوئی جدید نبی نہیں آیا تو کیوں نازل ہیں۔ اس کا جواب بہت قابل غور ہے۔

اوّل یہ کہ ہمارا اور ہمارے مخاطبوں کا مذہب ہے کہ تمام دُنیا کے لئے نبوۃ محمدیہ کافی ہے۔ جو لوگ اس وقت نبوت جدیدہ کے قائل ہیں وہ بھی مانتے ہیں کہ سردار دو جہاں محمد رسول اللہ صلعم ہیں۔ پھر جب اُنکی نبوت موجود ہے تو موجودہ یا سابقہ عذابوں کو اُسکی کسی بے فرمانی کا نتیجہ کیوں نہ کہا جائے

اور اس کی کسی فرع کا کہا جائے کیا ضرورت ہے۔

دوم۔ یہ کہ بعد زمانہ نبوت محمدیہ سے آج تک کئی ایک دفعہ دنیا پر عذاب نازل ہوئے۔ تو کیا اُس وقت بھی کوئی جدید نبی ہوتا تھا۔ حالانکہ مرزا صاحب فرماتے ہیں۔ مجھ سے پہلے کسی کو نبوت کا عہدہ اور نام نہیں ملا (حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۹۱) غرض یہ دلیل بھی کمزور اور لاشے ہے۔ بحمداللہ میں نے اپنا عقیدہ بدلائل ثابت کر دیا۔ اب میں سننا چاہتا ہوں کہ فریق ثانی کیا کہتے ہیں۔ آخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العٰلمین ٭

ابوالوفاء ثناء اللہ امرتسری

۳ دسمبر سنہ ۱۶ء

مسئلہ نبوّت بعد آنحضرت صلعم

جواب پرچہ اوّل منجانب سیّد محمد اسحٰق صاحب

وقت ½۱ گھنٹہ

اشہد ان لا الہ الّا اللہ واشہد ان محمدًا عبدہ ورسولہ

امّا بعدُ۔ فاعوذ باللہ من الشیطان الرجیم۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

صاحبان! آپ نے مولوی ثناء اللہ صاحب کا پرچہ سُن لیا ہے۔ افسوس سے کہتا ہوں کہ شرائط میں یہ طے پایا تھا کہ بحث میں صرف قرآن مجید اور احادیث صحیحہ پیش کئے جائینگے لیکن مولوی صاحب نے خلاف شرائط اجماع اُمت کو بھی بطور دلیل پیش کیا ہے حالانکہ اہل علم جانتے ہیں کہ دینی مسائل میں پہلا درجہ قرآن مجید کا۔ اور دوسرا مرتبہ حدیث صحیح کا اور تیسرا اجماع کا ہے جس کا پیش ہونا شرائط کے رُو سے ممنوع تھا۔ لیکن مولوی صاحب نے اُسے بطور دلیل پیش کیا ہے کہ چونکہ اجماع امت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں۔ اس لئے آپؐ کے بعد نبوت کا انقطاع ہوگیا۔ اس کے جواب میں میرا اتنا ہی کہدینا کافی ہے کہ جناب مولوی صاحب! اجماع امت بطور دلیل پیش نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ یہ شرائط کے خلاف ہے۔ لیکن چونکہ مولوی صاحب نے اپنے تمام پرچہ میں صرف اس پر زور دیا ہے۔ اس لئے میں پبلک کی غلط فہمی دُور کرنے کے لئے یہ بیان کردینا ضروری سمجھتا ہوں کہ مولوی صاحب کا یہ دعویٰ غلط ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نبی کا آنا اجماع امت

کے رو سے ممنوع ہے کیونکہ اس عقیدہ پر ہرگز اجماع امت نہیں۔ بلکہ اس امت کے اکابر اور بڑے بڑے علماء اس بات کے قائل ہیں۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آپؐ کے اتباع میں سے آپؐ کی امت کا کوئی فرد نبی ہو سکتا ہے چنانچہ حضرت محی الدین ابن عربی فرماتے ہیں:۔ فَاِنَّ النُّبوّۃ الَّتی انقطعَتْ بوجود رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم انما ھی نبوّۃ التشریع لا مطلقہا فَلا شرع یکونُ ناسخاً لشرعہٖ ولا یزید فی شرعہ حکماً اخر۔ وھٰذا معنیٰ قولہٖ انَّ الرّسالۃ والنبوّۃ قد انقطعَتْ فلا رسولَ بعدی ولا نبی ای لا نبیَّ بعدی یکون علیٰ شرعٍ یخالِفُ شرعی بل اذا کان یکون تحت حکم شریعتی (الجزءُ الثانی من الفتوحاتِ المکیۃ الباب الثالث) ؛

دیکھو ابن عربی صاحب جو صوفیائے کرام میں شیخ اکبر کہلاتے ہیں اپنی کتاب فتوحات مکیہ میں کیسے صریح الفاظ میں فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم کے بعد مطلقاً نبوت بند نہیں۔ بلکہ ایسا نبی ممنوع ہے جو آپ کی شریعت کو منسوخ کرے۔ ہاں ایسا نبی ہو سکتا ہے جو آپؐ کی شریعت کے ماتحت ہو۔ اب کہاں گیا مولوی صاحب کا یہ دعویٰ کہ اس عقیدہ پر اجماع امت ہے۔ کیا ابن عربی سا صوفیا کا سرتاج جسکے ماننے والے اور اُس کے اتباع کا دم بھرنے والے ہزاروں صوفیا ہیں۔ اس امت میں نہیں۔ اگر ہے تو کیا پھر بھی یہ عقیدہ اجماعی ہے ؛

اور سنئے۔ ملّا علی قاری صاحب اپنی کتاب موضوعات میں تحریر فرماتے ہیں:۔ فلا یناقضُ قولہ تعالیٰ خاتم النّبیّین اذ المعنیٰ انہ لا یاتی نبیٌ بعدہ ینسخ ملّتہٗ ولم یکن من اُمّتہٖ (موضوعات صفحہ ۵۸ و ۵۹) دیکھو یہ کیسی واضح عبارت ہے اور کیسی تصریح سے یہ اسلامی علامہ اپنا عقیدہ ظاہر کرتا ہے کہ ایسا نبی بیشک نہیں آسکتا۔ جو رسول کریم صلعم کی شریعت تبدیل کرے

ہاں ایسے نبی کے آنے میں کوئی روک نہیں جو آپ کی شریعت کے ماتحت ہو۔ بھلا مولوی صاحب! کیا ملا علی قاری کا سا فرید الدہر انسان اس امت میں نہیں۔ اگر ہے تو پھر اجماع امت کہاں رہا۔+

اور سنیئے مجمع البحار کے مصنف امام محمد طاہر صاحب اپنی کتاب کے تکملہ میں فرماتے ہیں:۔ "وھذا ناظر علیٰ نزول عیسیٰ وھذا ایضا لاینافی حدیث لانبی بعدی لانہ اراد لانبی ینسخ شرعہ" (تکملہ ص۸۵) اب جناب مولوی صاحب فرماویں کہ کیا امام محمد طاہر جیسے امام کو اس امت سے خارج کرینگے اگر نہیں۔ تو آپ کے عقیدہ پر اجماع امت کہاں رہا +

پھر اور سنیئے۔ امام شعرانی اپنی کتاب الیواقیت والجواہر کی جلد ۲ ص۲۲ میں تحریر فرماتے ہیں۔ "فان مطلق النبوۃ لم یرتفع وانما ارتفع نبوۃ التشریع ..... وقولہ صلی اللہ علیہ وسلم لانبی بعدی ولا رسول المراد بہ لا مشرع بعدی" جناب مولوی صاحب! کیا امام شعرانی اس امت میں نہیں۔ اگر ہے تو اجماع کہاں رہا +

پھر ایک اور حوالہ سنیئے۔ مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی اپنی کتاب تحذیر الناس ص۳۸ میں فرماتے ہیں:۔ "اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلعم بھی کوئی نبی پیدا ہو۔ تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئیگا۔ چہ جائیکہ آپ کے معاصر کسی اور زمین میں۔ یا فرض کیجئے اس زمین میں کوئی اور نبی تجویز کیا جاوے +

صاحبان! آپ نے بہت سے حوالے سنے۔ اور علماء اور صوفیائے امت کے حوالے سنے۔ بھلا ان حوالوں کو سنکر پھر بھی کوئی شخص یہ دعوے کر سکتا ہے کہ اس عقیدہ پر کہ رسول کریم صلعم کے بعد کوئی نبی بھی نہ ہوگا اجماع امت ہے +

علاوہ ازیں اجماع کی یہ تعریف ہے۔ اتفاق المجتہدین من ھذہ

الامۃ فی عصرٍ علیٰ امرٍ شرعیٍّ (مسلم الثبوت جلد ۲ صفحہ ۱۶۶) اس لئے چاہیئے تھا اور مولوی صاحب کا فرض تھا کہ اس تعریف کے مطابق ثابت کرتے کہ اس عقیدہ پر اجماع ہوا ہے محض منہ سے کہدینا کہ یہ عقیدہ اجماعی ہے۔ ایک دعویٰ ہے جسکی کوئی دلیل نہیں۔ ثبوت کے لئے تو یہ بات مولوی صاحب کے ذمہ تھی کہ جب وہ اس عقیدہ کے اجماعی ہونے کے مدعی ہیں تو اجماع کی تعریف کے لحاظ سے اس کے اجماع ہونے کا کوئی تاریخی ثبوت دیتے اور ثابت کرتے کہ فلاں زمانہ میں اور فلاں ملک اور فلاں موقعہ پر اس بات پر اجماع ہوا ہے۔ ورنہ صرف مولوی صاحب کا کہدینا کوئی دلیل نہیں۔ ہم مولوی صاحب سے اس اجماع کا تاریخی ثبوت مانگتے ہیں +

اس اجماع کے متعلق ہم سامعین کو امام احمدؒ حنبل صاحب کا ایک قول دکھاتے ہیں۔ امام صاحب کے متعلق مسلم الثبوت جلد ۲ صفحہ ۱۶۰ میں لکھا ہے۔ قالَ احمد من ادّعی الاجماع فھو کاذبٌ۔ یعنی امام احمد صاحب فرماتے ہیں کہ جس شخص نے یہ بیان کیا کہ فلاں عقیدہ پر تمام امت کا اجماع ہے وہ جھوٹا ہے۔ گویا اس جگہ امام صاحب نے یہ بیان کیا۔ کہ کسی عقیدہ کا قرآن و حدیث سے ثابت کرنا آسان ہے حوالہ دیا۔ اور ثابت کردیا لیکن یہ کہنا کہ اس بات پر اجماع امت ہے اس کا ثابت کرنا ناممکن ہے۔ کیونکہ اجماع کی تعریف کو مدنظر رکھتے ہوئے کسی موقعہ پر تمام مجتہدین یا امت کا اتفاق ثابت کرنا محال ہے +

غرض مولوی صاحب کا یہ پیش کرنا۔ ارنبی نہیں آسکتا۔ کیونکہ اجماع امت کے نزدیک یہ ممنوع ہے۔ کئی طریق سے رد ہوا +

اوّل۔ یہ کہ شرائط میں صرف قرآن اور حدیث سے دلیل پکڑنا جائز لکھا ہے اجماع بطور دلیل پیش نہیں ہوسکتا +

دوم۔ یہ کہ ہم نے بڑے بڑے مجتہدین کے اقوال سے دکھادیا کہ

وہ اس بات کے قائل تھے۔ کہ رسول کریم (صلعم) کی امت میں غیر تشریعی نبی آسکتا ہے

سوم۔ یہ کہ مولوی صاحب کا محض یہ کہہ دینا۔ کہ اس عقیدہ پر اجماع ہے تب دلیل ہو سکتا ہے۔ جب مولوی صاحب اجماع کو ثابت کریں۔ اور جو اجماع کی تعریف ہے۔ اس کے رُو سے مجتہدین یا امت کے اتفاق کا ثبوت دیں +

اس کے بعد میں سامعین کی توجہ اس بات کی طرف منعطف کراتا ہوں کہ جناب مولوی صاحب نے اپنے پرچہ میں حضرت مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعودؑ کے اقوال نقل کئے ہیں کہ مرزا صاحب بھی رسول کریم صلعم کے بعد نبی نہ آنے کے قائل تھے۔ اور اسی بات پر اپنے پرچہ کا بہت سا حصہ ضائع کیا ہے۔ حالانکہ حسب شرائط یہ بات طے ہو چکی تھی۔ کہ دلیل میں صرف قرآن و حدیث ہو۔ تو کس طرح مولوی صاحب اس بات کے مجاز تھے کہ وہ مرزا صاحب کے اقوال بطور حجت ہم پر پیش کرتے۔ گو ہم مرزا صاحب کی ہر ایک بات پر ایمان رکھتے ہیں لیکن بحث میں تو وہ بات پیش ہونی چاہیئے۔ جو شرائط کے مطابق ہو۔ کیونکہ بحث کا دارومدار سب شرائط پر ہوتا ہے۔ اس لئے اگر مولوی صاحب کے پرچہ کے اس حصہ کی طرف توجہ نہ کریں تو کوئی مضائقہ نہیں۔ کیونکہ شرائط کے مطابق اس کا جواب ہمارے ذمہ نہیں۔ مگر چونکہ مولوی صاحب نے انہیں پیش کیا ہے۔ اس لئے ناظرین کی اطلاع اور واقفیت کے لئے لکھتے ہیں کہ مولوی صاحب کی یہ بات غلط ہے کہ مرزا صاحب مطلقاً دعویٰ نبوت کو کفر سمجھتے تھے۔ بلکہ حضرت مرزا صاحب کا یہ مذہب تھا اور ابتدائے دعویٰ سے تھا۔ کہ تشریعی نبی کا آنا ممنوع ہے۔ اور ایسی نبوت کا دعویٰ اسلام یا قرآن کے رُو سے جو شخص کرے کفر سمجھتے تھے۔ چنانچہ میں سامعین کے لئے حضرت مرزا صاحب کا ایک حوالہ نقل کرتا ہوں جس سے سب حقیقت منکشف ہو جاوے گی +

حضرت مرزا صاحب اپنے رسالہ موسومہ بہ "ایک غلطی کا ازالہ" کے صفحہ ۳ پر فرماتے ہیں۔ "اور جس جس جگہ میں نے نبوت یا رسالت سے انکار کیا ہے۔ صرف

ان معنوں سے کیا ہے۔ کہ میں مستقل طور پر کوئی شریعت لانے والا نہیں ہوں"۔
دیکھئے سامعین! اس حوالہ نے حضرت مرزا صاحب کی تمام تحریریں حل کر دیں
اس جگہ مرزا صاحب فرماتے ہیں کہ میری کتاب میں جس جگہ انکار ہے وہاں نفس نبوۃ
سے انکار نہیں۔ بلکہ ایسی نبوت سے انکار ہے جس سے انسان صاحب شریعت
کہلاتا ہے۔ جناب مولوی صاحب کا یہ دعویٰ کہ مرزا صاحب ابتداء میں نبوت کے
منکر تھے۔ خود حضرت مرزا صاحب کی عبارت سے ردّ ہو گیا +

اسی طرح مرزا صاحب اپنی وفات سے تین روز پیشتر اخبار عام میں ایک خط
چھپواتے ہیں اور اس میں فرماتے ہیں۔ "کہ یہ الزام جو میرے ذمہ لگایا جاتا ہے
کہ گویا میں ایسی نبوت کا دعوے کرتا ہوں کہ جس سے مجھے اسلام سے کچھ تعلق نہیں
رہتا۔ اور جس کے یہ معنے ہیں کہ میں مستقل طور پر اپنے تئیں ایسا نبی سمجھتا ہوں۔ کہ
قرآن شریف کی پیروی کی کچھ حاجت نہیں رکھتا۔ اور اپنا علیحدہ کلمہ اور علیحدہ قبلہ
بناتا ہوں۔ اور شریعت اسلام کو منسوخ کی طرح قرار دیتا ہوں۔ اور آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کی اقتداء اور متابعت سے باہر جاتا ہوں۔ یہ الزام صحیح نہیں ہے۔ بلکہ
ایسا دعویٰ نبوت میرے نزدیک کفر ہے اور نہ آج سے بلکہ اپنی ہر ایک کتاب میں
ہمیشہ سے یہی لکھتا آیا ہوں کہ اس قسم کی نبوت کا مجھے کوئی دعویٰ نہیں۔ اور یہ سراسر
میرے پر تہمت ہے +

دیکھئے سامعین! اس جگہ مرزا صاحب نے یہ بتا دیا۔ کہ میں ابتداء سے ہر کتاب
میں جو لکھتا آیا۔ کہ دعوے نبوت کفر ہے۔ اس کا یہ مطلب ہے کہ ایسی نبوت جو اسلام
سے باہر کرے۔ وہ کفر ہے۔ نہ مطلقاً دعویٰ نبوت۔ سو حضرت مرزا صاحب کے ان
دو حوالوں سے مولوی صاحب کے پرچہ کے اس حصہ کا مکمل جواب آگیا۔ جس میں
حضرت مرزا صاحب کے حوالے مولوی صاحب نے دیئے ہیں +

اس کے بعد میں سامعین کی خدمت میں یہ گذارش کرتا ہوں کہ مولوی صاحب نے
اپنے تمام پرچہ میں صرف دو دلیلیں اپنی طرف سے پیش کی ہیں۔ ایک آیت

خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ دوسرے حدیث علیؓ انت منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ الا
اِنَّہٗ لَا نبیّ مِنْ بَعْدِیْ پیش کی ہے۔ اب میں ترتیب سے اوّل آیت پر کچھ گذارش
کرتا ہوں ؎

جاننا چاہیئے۔ کہ محض آیت کا لکھ دینا دلیل نہیں۔ آیت تو ہم بھی تسلیم کرتے ہیں
چاہیئے تھا کہ مولوی صاحب نے جب آیت لکھی تھی۔ تو ساتھ ہی استدلال بھی بیان
کرتے۔ لیکن مولوی صاحب نے آیت نقل کی ہے استدلال کر کے دعویٰ کا ثبوت نہیں
دیا۔ لیکن ہم سامعین کے لئے اس آیت کی تشریح کر دینی چاہتے ہیں۔ یہاں پر ایک لفظ
خَاتَمَ ہے اور دوسرا النَّبِیّٖن۔ خَاتَمُ کے متعلق یہ عرض ہے۔ خَاتَمَ کے معنے
روکنے والے یا بند کرنے والے کے نہیں ہیں۔ بلکہ خاتم کے معنے ہیں مُہر۔ اور مُہر
کی غرض یہ ہوتی ہے کہ مضمون خط یا کتاب کی تصدیق ہو جاوے۔ اور معلوم ہو جاوے
کہ یہ خط یا مضمون یا کتاب غیر مستند نہیں۔ بلکہ صاحب مُہر اُسکی تصدیق کرتا ہے۔
پس ان معنوں کے رُو سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نبیوں کے خاتم ہیں۔ اللہ تعالےٰ
نے آپؐ کے ذریعے تمام انبیاء کی تصدیق فرمائی ہے اور اگر آپ کا وجود باجود دُنیا
میں نہ آیا ہوتا۔ تو کسی نبی کی نبوت بوجہ اُنکی کتابوں کے محرف و مبدل ہونے کے
ثابت نہیں ہو سکتی تھی۔ لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد سے تمام انبیائے گذشتہ
کی تصدیق ہو گئی۔ ہمارے ان معنوں کی تائید لغت کرتی ہے چنانچہ مجمع البحار جلد
اوّل صفحہ ۳۴۹ میں لکھا ہے۔ "اُوتیت جوامع الکلم وخواتمہٗ ای القرآنُ
ختمت بہ الکتب السّماویۃُ وھُوحجّۃٌ علیٰ سائِرِھا ومُصَدِّقٌ لَھَا۔ یعنی
جس طرح رسول کریم صلعم خاتم النبیین ہیں۔ اسی طرح قرآن مجید خاتم الکتب ہے۔ ان
معنوں میں کہ وہ مصدق الکتب ہے۔ مجمع البحار کے اس حوالہ سے ثابت ہو گیا
کہ خَاتَمَ کے معنے مصدق کے ہیں نہ کہ روکنے والا۔ اور بند کرنے والا لئے جاویں
تو اس لفظ کا ماسبق سے کوئی تعلق نہیں ہے بلکہ پہلی عبارت کے بعد یہ لفظ بالکل
بے جوڑ ہے کیونکہ اس سے پہلے یہ لکھا ہے مَا کَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِکُمْ

یعنی محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کسی مرد کے باپ نہیں اور آگے بقول مولوی صاحب فرماتا ہے کہ رسول ہے اور اس کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ بھلا غور تو کریں کہ کسی مرد کے باپ نہ ہونے کا اس بات سے کیا جوڑ ہے کہ اُس کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا اس سے معلوم ہُوا۔ کہ مَا کَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِکُمْ کے بعد خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ کے وہ معنے ہیں۔ جو مَا کَانَ کے ساتھ کوئی جوڑ اور تعلق رکھتے ہوں۔ اور اگر خَاتَمَ کے وہ معنے لئے جاویں جو ہم کرتے ہیں تو بہت صاف اور عمدہ تعلق ہوتا۔ یعنے اگرچہ محمد رسول اللہ کا جسمانی بیٹا اور نسل نہیں ہے۔ مگر اس سے کوئی حرج نہیں۔ کیونکہ آپ میں بھی رسالت پائی جاتی ہے۔ اور آپ کی مُہر سے بھی بقاءُ رسالت ثابت ہوتی ہے۔ اور آپ کی مُہر سے آپ کی روحانی نسل چل سکتی ہے اب دیکھئے۔ کہ خاتم کے وہ معنے جو ہم کرتے ہیں کہ آپ کی مُہر سے رسالت کا ثبوت اور نبوت کا وجود متحقق ہوتا ہے۔ کس طرح پر صاف صاف مَا کَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ سے تعلق اور جوڑ رکھتے ہیں۔ چنانچہ حضرت مسیح موعودؑ نے بھی یہ بات لکھی ہے۔ (ازالہ) "پس یہ آیت کہ مَا کَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِکُمْ وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ اس کے یہ معنے ہیں کہ لَیْسَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِ الدُّنْیَا وَلٰکِنْ ھُوَ اَبٌ لِرِجَالِ الْاٰخِرَۃِ لانہ خاتم النّبیّین ولا سبیل الی فیوض اللّٰہ من غیرِ توسّطِہٖ ؛

اس کے بعد یہ بات بھی یاد رکھی جاوے۔ کہ اگر فرض بھی کر لیا جاوے کہ خاتم کے معنے بند کرنے والے کے ہیں۔ تو بھی یہ بات نہیں ثابت ہوتی کہ کسی قسم کا نبی نہیں آسکتا۔ کیوں؟ خاتم مضاف ہے النّبیّین کا۔ اور النَّبِیّٖنَ کا اَلْ ضروری نہیں کہ استغراقی ہو۔ کیونکہ یہی لفظ النّبیّین قرآن مجید میں اور مقام پر بھی آیا ہے۔ اور وہاں "سارے نبی" مراد نہیں۔ چنانچہ قرآن فرماتا ہے وَیَقْتُلُوْنَ النَّبِیّٖنَ۔ حالانکہ سارے نبی قتل نہیں ہوئے۔ اسی طرح خَاتَمَ النّبیّین میں نحو کی رُو سے اجازت ہے کہ اَلْ استغراقی نہو۔ بلکہ "خاص نبی"

مراد ہوں۔ یعنے آپ رد کرنے والے ہیں خاص قسم کے نبیوں کے۔ یعنی صاحب شریعت نبیوں کے۔ اور یہ ہمارا بھی اعتقاد ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی صاحب شریعت نبی نہیں ہو سکتا +

اب رہی حدیث لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ۔ سو اس کے متعلق گذارش ہے کہ یہ ممانعت خاص حضرت علیؓ کے لئے ہے کیونکہ اس حدیث میں حضرت علیؓ کو ہارون سے تشبیہ دی گئی ہے اور چونکہ شبہ پڑتا تھا کہ کوئی یہ نہ سمجھ بیٹھے۔ کہ حضرت علیؓ ہارونؑ کی طرح شاید نبی بھی ہوں۔ تو فرمایا اِلَّا اَنَّہٗ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ کہ اے علیؓ تو اور باتوں میں تو میرے ساتھ ہارون کی نسبت رکھتا ہے۔ مثلاً خلافت میں۔ اخوت میں۔ قرابت میں۔ محبت میں۔ لیکن ہارون اور موسیٰ میں نبوت کی نسبت بھی تھی وہ نسبت تجھ میں اور مجھ میں نہیں +

علاوہ ازیں یہ بھی دیکھنا چاہیئے کہ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ میں لفظ لَا ہے۔ اور لَا کا لفظ ہمیشہ ذات ہی کی نفی نہیں کرتا۔ بلکہ موصوف کی بھی نفی کرتا ہے پس نحو کی رُو سے جائز ہے کہ لَا نَبِیَّ میں ذات کی نفی نہ ہو۔ بلکہ موصوف کی نفی ہو۔ اسکی چند مثالیں سُناتا ہوں۔ لَا فَتٰی اِلَّا عَلِیٌّ لَا سَیْفَ اِلَّا ذُوالْفِقَار اس کے یہ معنے نہیں کہ حضرت علی کے سوا کوئی فتیٰ نہیں۔ اور نہ یہ کہ ذوالفقار کے سوا کوئی تلوار نہیں۔ بلکہ مطلب یہ ہے کہ اس قسم کا فتیٰ نہیں۔ اور اس قسم کی تلوار نہیں +

اسی طرح رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ لَا صَلٰوۃَ اِلَّا بِفَاتِحَۃِ الْکِتَابِ۔ لَا دِیْنَ لِمَنْ لَا عَہْدَ لَہٗ۔ وَلَا اِیْمَانَ لِمَنْ لَا اَمَانَۃَ لَہٗ +

پھر یہ بھی سُنیئے۔ کہ جس طرح لَا نَبِیَّ الخ رسول کریم (صلعم) کا قول ہے۔ اسی طرح رسول کریم (صلعم) کا یہ قول بھی بخاری شریف میں ہے۔ اِذَا ھَلَکَ کِسْرٰی فَلَا کِسْرٰی بَعْدَہٗ وَاِذَا ھَلَکَ قَیْصَرُ وَلَا قَیْصَرَ بَعْدَہٗ اب اگر یہاں ذات کی نفی ہو۔ تو یہ واقعات کے خلاف ہے۔ کیوں؟ موجودہ

قیصر کے بعد بھی اس قیصر کا بیٹا قیصر ہُوا۔ اس لئے لَا قَیْصَرَ کے یہ معنے ہوئے قیصر کا بیٹا پہلے قیصر جیسا نہ ہوگا۔ اسی طرح لَا نَبِیَّ کے یہ معنے ہوئے۔ کہ میرے جیسا یعنے صاحب شریعت نبی نہیں ہوگا۔ اور لَا قَیْصَرَ کے معنے ہم نے اپنی طرف سے نہیں کئے۔ بلکہ بخاری کی مشہور شرح فتح الباری میں اس حدیث کے ماتحت لکھا ہے "قَالَ الْخَطَّابِیُّ مَعْنَاہُ فَلَا قَیْصَرَ بَعْدَہٗ یَمْلِکُ مِثْلَ مَا یَمْلِکُ۔ یعنے لَا قَیْصَرَ کے یہ معنے نہیں کہ مطلقاً قیصر نہ ہوگا بلکہ پہلے قیصر جیسا قیصر نہ ہوگا۔ اسی طرح لَا نَبِیَّ بَعْدِی کے معنے یہ ہیں کہ رسول کریم (صلعم) کے مرتبہ کا نبی آیندہ نہیں ہوگا +

اور یہ بھی یاد رکھو کہ خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ کے معنے اور لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ کے معنے اگر یہ کئے جاویں کہ رسول کریم (صلعم) کے بعد مطلقاً کوئی نبی نہیں ہو سکتا۔ تو یہ قرآن مجید اور احادیث کے اور مقامات کے بالکل خلاف اور معارض ہے اس سے معلوم ہُوا۔ کہ آیت اور حدیث کے یہ معنے نہیں۔ بلکہ وہ معنے ہیں جو قرآن مجید اور نصوص کے مطابق ہوں۔ اور وہ نصوص یہ ہیں :-

قرآن فرماتا ہے۔ یٰبَنِیْ اٰدَمَ اِمَّا یَاْتِیَنَّکُمْ رُسُلٌ مِّنْکُمْ یَقُصُّوْنَ عَلَیْکُمْ اٰیَاتِیْ الخ یہ آیت نبی کریم (صلعم) پر اُتری۔ اُس زمانہ اور مابعد کے لوگ مخاطب ہیں۔ اس سے معلوم ہُوا کہ رسول اللہ صلعم کے بعد کسی رسول کا آنا ناممکن نہیں ورنہ یہ فقرہ معاذ اللہ فضول تھا +

اسی طرح دوسرے مقام پر فرمایا ہے۔ اَللّٰہُ یَصْطَفِیْ مِنَ الْمَلٰٓئِکَۃِ رُسُلًا وَّمِنَ النَّاسِ۔ یَصْطَفِیْ مضارع کا صیغہ ہے جو حال اور استقبال پر حاوی ہے یعنے اللہ چُنتا ہے اور چُنے گا لوگوں میں سے رسول۔ یعنے یہ سنت مستمرہ ہے۔ اس آیت سے بھی ثابت ہُوا کہ رسول کریم (صلعم) کے بعد بھی رسول آسکتا ہے ورنہ یہ کیوں فرماتا ہے کہ اللہ چُنے گا لوگوں میں سے رسول +

اسی طرح قرآن مجید میں نبوت کو انعام لکھا ہے۔ پس اگر آنحضرتؐ کے

بعد نبوت ہے تو معلوم ہُوا۔ کہ وہ انعام جو پہلی اُمتوں میں جاری تھا وہ اب بند ہے۔ حالانکہ یہ اُمّت سب اُمتوں سے زیادہ انعامات کی مستحق ہے۔ کیونکہ خیر اُمّۃ ہے۔ بھلا یہ انعام خیر اُمّت میں کس طرح بند ہو سکتا ہے اگر کہو۔ کہ نبوّت کے انعام ہونے کا کیا ثبوت۔ تو سُنو قرآن فرماتا ہے۔ وَاِذْ قَالَ مُوْسٰی لِقَوْمِہٖ یٰقَوْمِ اذْکُرُوْا نِعْمَۃَ اللّٰہِ عَلَیْکُمْ اِذْ جَعَلَ فِیْکُمْ اَنْبِیَآءَ۔ اگر کہو انعام ہے مگر بند ہے۔ تو یہ اُمت خیر اُمت نہ ہوئی بلکہ شرّ اُمت ہوئی۔ اور قرآن کہتا ہے۔ کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّۃٍ اور یہ بھی کہتا ہے ذٰلِکَ بِاَنَّ اللّٰہَ لَمْ یَکُ مُغَیِّرًا نِّعْمَۃً اَنْعَمَھَا عَلٰی قَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِھِمْ۔ یعنی کوئی انعام جو جاری ہو۔ وہ کبھی بند نہیں ہوتا۔ جب تک کوئی قوم بُری اور شریر نہ ہو جاوے۔ اس سے معلوم ہُوا کہ اگر اسلامی اُمت خیر الامم ہے۔ تو یہ نعمت جاری ہے +

علاوہ ازیں نبوت خاتم النّبیّین اور لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ کی آیت اور حدیث سے بھی بند نہیں۔ کیونکہ یہ آیت ۵ھ ہجری میں نازل ہوئی۔ اور اُدھر ۹ھ میں رسول کریم (صلعم) کے گھر ابراہیم صاحبزادہ پیدا ہُوا۔ اور وہ ۱۰ھ روز کے بعد جب فوت ہُوا۔ تو رسول کریمؐ نے فرمایا۔ لَوْ عَاشَ اِبْرَاھِیْمُ لَکَانَ صِدِّیْقًا نَبِیًّا (ابن ماجہ جلد اوّل صفحہ ۴۳۷) یعنے میرے بیٹے ابراہیم کے نبی ہونے میں صرف اُسکی موت روک بنی ورنہ اگر زندہ رہتا۔ تو ضرور نبی ہو جاتا۔ صاحبان! اگر آیت خاتم النّبیّین نبوت کی روک ہو۔ تو رسول کریم (صلعم) یہ کیوں فرماتے کہ اگر زندہ رہتا۔ تو نبی ہوتا۔ بلکہ جب آیت خاتم النّبیّین اُتر چکی تھی۔ تو پھر اگر ابراہیم زندہ رہتے۔ تب بھی نبی نہ بن سکتے تھے۔ کیونکہ رسول کریم (صلعم) اگر خاتم النّبیّین سے نبوت بند سمجھتے۔ تو یُوں فرماتے لَوْ عَاشَ اِبْرَاھِیْمُ لَمَا کَانَ نَبِیًّا۔ کیونکہ نبوت بند ہے اور آیت خاتم النّبیّین اُتر چکی ہے۔ اس لئے یہ لڑکا گو زندہ بھی رہتا تب بھی نبی نہ ہوتا۔ لیکن رسول کریم (صلعم)

نے برخلاف اس کے یہ فرمایا کہ انکی موت ہی اُس کے نبی ہونے میں روک ہوئی۔ ورنہ خاتم النبیین اور لا نبی بعدی روک نہیں۔ غرض یہ حدیث آپ کے بعد نبی آسکنے کی بڑی زبردست دلیل ہے ٭

اسی طرح اگر خاتم النّبیین کے معنے ہیں کہ آپ نبی کے آنے کو روکتے ہیں تو نبی اللہ عیسٰی اور وہ تمام احادیث جو اس اُمت میں ایک عیسٰی نبی اللہ کے آنے کی خبر دیتی ہیں۔ باطل ٹھیریں گی۔ حالانکہ انکی صحت پر تمام محدثین کا اتفاق ہے اس سے ثابت ہوا کہ آیت خاتم النّبیین اور لا نبی بعدی نبوت کی مانع نہیں ٭

باقی مولوی صاحب کا یہ بے تعلق سوال کہ رسول کریم کے واسطہ سے نبوۃ کا ملنا کونسا واسطہ ہے۔ اس کے جواب میں عرض ہے کہ واسطہ فی النبوت بمعنے ثانی ہے یعنے واسطہ اور ذی واسطہ دونوں متصف ہیں ٭

اور مولوی صاحب نے جو معنے نبی کے کئے ہیں۔ کہ جو براہ راست اپنے بندوں کو تبلیغ احکام کے لئے مقرر فرمائے۔ یہ تعریف محض اپنے الفاظ میں لکھی ہے۔ اس کا ثبوت قرآن و حدیث سے نہیں دیا ٭

اب میں اپنے پرچہ کو ختم کرتا ہوں ٭

سید محمد اسحٰق

مسئلہ نبوّت بعد آنحضرت صلعم

پرچہ دوم۔ (جواب الجواب)

وقت ۱½ گھنٹہ

از محمدیان

صاحبان! مینے اپنے پہلے پرچہ میں اپنے دعویٰ پر ایک آیت ایک حدیث جو سب سے صحیح ہے پیش کر کے بطور نتیجہ کے سب مسلمانوں کے اجماعی عقیدہ کو ذکر کیا تھا اور اسکی تائید خود مرزا صاحب قادیانی کے اقوال سے پیش کی تھی جس کو میرے مخاطبوں نے نہیں سمجھا۔ یا دانستہ تجاہل کیا۔ جو میرے ذمہ لگایا کہ مینے خلاف شرائط اجماع سے دلیل بیان کی۔ حالانکہ یہ غلط ہے میری دلیل حسب شرائط صرف قرآن و حدیث ہیں اور بس۔ سائلین نے اجماع پر نوٹ کر کے ناحق اپنا اور ناظرین و حاضرین کا وقت کھویا ؛

فریق ثانی سے حوالہ جات مینے اس لئے مانگے تھے کہ جناب مرزا صاحب کی تحریرات سے یہ ثابت ہے کہ وہ غلط حوالہ جات دے دیا کرتے تھے چنانچہ مولوی غلام دستگیر قصوری اور مولوی محمد اسمٰعیل علیگڈھی کی بابت انھوں نے کئی ایک جگہ لکھا ہے کہ انھوں نے میرے ساتھ بدیں مضمون مباہلہ کیا ہے کہ جھوٹا سچے سے پہلے مرجائیگا۔ حالانکہ کہیں نہیں لکھا۔ چونکہ اصل کتاب فتوحات مکیہ اور الیواقیت کو پیش نہیں کر سکے۔ اس لئے ان کا جواب مفصل نہیں ہو سکتا جب تک کہ مدعی اپنا تمسک پیش نہ کرے۔ ہاں مجمل جواب ان سب عبارتوں کا یہ ہے کہ ان بزرگوں نے نبی کے ساتھ جو یا مسیح یا صاحب شریعت وغیرہ کا لفظ لکھا ہے وہ صنف موضحہ ہے لاغیر۔ اس سے وہ نص صریح

جو خاتم النبیین اور لا نبی بعدی کی ہے غلط بالخصوص نہیں ہو سکتی +

ملا علی قاری اور مجمع البحار کے مصنف کو حضرت عیسٰی کے مکرر نزول کے اعتراض کو رفع کرنا منظور ہے۔ اس سے انکی غرض یہ نہیں کہ کوئی جدید نبی آسکتا ہے بلکہ یہ ہے کہ حضرت عیسٰی کا مکرر آنا اُس حدیث کے خلاف نہیں ہے کیونکہ وہ نبوت سابقہ ہے چونکہ بینے بپابندی شرائط اجماع بربنائے دعویٰ نہیں کیا۔ اس واسطے میں اس بحث میں جانا نہیں چاہتا۔ جو دیکھنا چاہے۔ وہ شرح عقائد مقاصد وغیرہ کتب عقائد کو دیکھ سکتا ہے +

ہاں مرزا صاحب کے اقوال بطور الزام خصم بینے پیش کئے تھے نہ کہ اثبات مدعا میں۔ یہ بات تو بالکل واضح ہے کہ میں مرزا صاحب کا منکر ہوں۔ ان سے اثبات مدعا کیونکر کر سکتا ہوں۔ ہاں مخاطبوں کو ان کے اقوال کی بابت بینے صاف کہا تھا۔ کہ سنہ ۱۳۱۱ھ تک وہ منکر تھے۔ اس کے بعد تو انھوں نے ترقی کر کے دعویٰ کیا۔ جب علماء نے اُنکے اقوال بطور الزام پیش کئے۔ تو انھوں نے انکی تاویل کرنے کو کہا۔ کہ ان سے یہ مُراد تھی۔ وہ تھی۔ حالانکہ سنہ ۱۳۱۱ھ سے پہلے برابر نبوت کی نفی کرتے رہے +

ایک حدیث میں نفی کا اور بھی واضح ثبوت ملتا ہے جس میں صاف ذکر ہے لَمْ یَبْقَ مِنَ النُّبُوَّۃِ اِلَّا الْمُبَشِّرَاتُ۔ یعنے نبوت میں سے اب کچھ نہیں رہا سوائے خوابوں کے۔ نبوت کے اثرات سے اتنا اثر باقی رہ گیا۔ کہ صالح بندے کو نیک خواب آئے۔ مگر اس کو نبی نہیں کہہ سکتے۔ اس کا ثبوت یہ ہے۔ کہ زمانہ رسالت اور زمانہ خلافت میں ہمیشہ صحابہ کرامؓ کو سچے سچے خواب آتے تھے چنانچہ اذان بھی ایک صحابی کے خواب پر جاری ہوئی تھی۔ مگر وہ نبی نہ ہوا۔ نہ کوئی اور +

یہ عجیب بات کہی کہ نبوت ایک نعمت ہے اور نعمت جب ملتی ہے تو خدا چھینتا نہیں۔ مسلمان تو خیر امت ہیں۔ پھر ان کو نبوت کیوں نہ ملے۔ جواب

یہ ہے کہ بیشک نعمت نہیں چھینتی۔ مگر مسلمانوں کے پہلے طبقہ صحابہ کو نبوت نہ ملی تھی۔ تو اب کہاں سے ملیگی۔ اگر صحابہ میں یا تابعین میں کوئی نبی ہُوا ہے۔ تو اس کا نام پیش کریں ؛

ابن ماجہ والی روایت کی صحت ثابت نہیں کی۔ ابن ماجہ میں التزام صحت نہیں۔ علاوہ اسکے وہ ابن عباس کا قول ہے۔ آنحضرت صلعم کا فرمودہ نہیں۔ ذرا غور سے پڑھیئے ؛

فَلَا قَیْصَرَ وَلَا کِسْرٰی کے معنے بالکل ٹھیک ہیں۔ اسکے معنے ہیں کہ قیصر اور کسریٰ کی سلطنت جب برباد ہو گی۔ تو پھر اُنکے بعد کوئی قیصر اور کسریٰ نہ ہوگا۔ چنانچہ ایسا ہی ہُوا ؛

آیت خاتم النّبیّین پر اعتراض عجیب ہے۔ حالانکہ خود بھی اس کو ختم نبوت کے معنے میں مانتے ہیں۔ جس کے ثبوت میں مرزا صاحب کا قول پیش کر چکا ہوں جسکی نرینہ اولاد نہ ہوتی تھی۔ کفار عرب اُس کو ابتر و منحوس جانتے تھے۔ اس خیال سے وہ آنحضرت صلعم کی ذات ستودہ صفات کو ابتر و منحوس کہتے تھے۔ انکے خیال کو رد کرنے کے لئے فرمایا۔ گو محمد رسول اللہ صلعم کسی نرینہ اولاد کے باپ نہیں۔ مگر وہ ایسا ہونے سے منحوس نہیں۔ کیونکہ وہ اللہ کے رسول ہیں بلکہ ایسے رسول ہیں کہ رسالت میں اتنے اعلےٰ کمال پر پہنچے ہوئے ہیں کہ انبیاء کے ختم ہیں۔ انکے بعد کل دُنیا کو انہی کے ذریعہ سے نور ہدایت پہنچے گا۔ اس تفسیر سے آنحضرت صلعم کا کمال ثابت ہونا اور کوئی اعتراض نہیں ؛

النّبیّین کا آل اس لئے ضروری استغراق کا ہے کہ صحیح حدیثوں میں اسکی تفسیر لا نبی بعدی کے ساتھ آئی ہے اور حدیث لَمْ یَبْقَ مِنَ النُّبُوَّۃِ اِلَّا الْمُبَشِّرَاتُ نے بنوۃ جدیدہ کی بیخ کنی کر دی ہے۔ اس لئے حضرت علی رضؓ کو فرمایا کہ تو باوجود میرے نزدیک ہارون کی طرح ہونے کے نبی نہیں ہو سکتا۔ میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا ؛

اب میں حاضرین و ناظرین کو اپنے مخاطب کی ایک علمی تقصیر پر بھی توجہ دلاتا ہوں۔ چونکہ وہ مدعی ہیں کہ نبوت جاری ہے گو غیر تشریعی ہے تاہم جریان کے قائل ہیں۔ اس لئے ان کا فرض تھا کہ حسب قرارداد قرآن و حدیث سے اپنے دعوے کا ثبوت بتلاتے۔ اُن کا پرچہ سارا پڑھ جائیے۔ کہیں بھی اپنے دعویٰ کا ثبوت بحیثیت مستدل کے نہیں دیا۔ ہاں سارا زور میرے بیان پر جرح کرنے میں لگایا۔ جس کا جواب میں بحمداللہ دے چکا +

آخر میں میں ناظرین کو فریق ثانی کی غلط کاری پر توجہ دلاتا ہوں جو انھوں نے حوالہ جات پیش کرنے میں کی ہے۔ فتوحات مکیہ کا حوالہ دیا۔ مگر مطالبہ کرنے پر بھی اصل کتاب پیش نہ کر سکے۔ الیواقیت کا حوالہ طلب کیا وہ بھی ندارد۔ مُلا علی قاری کی کتاب بھی نہیں دکھا سکے۔ صرف ایک رسالہ اپنی ہی جماعت کے کسی غیر معتمد آدمی کا پیش کرتے رہے۔ جسکی عبارت بھی غلط تھی۔ چنانچہ اُسکی غلطی خود بھی مان گئے +

چونکہ یہ مقام کوردہ ہے نہ یہاں کوئی کتب خانہ ہے نہ کوئی بڑا عالم۔ اس لئے جب تک اصل کتابیں پیش نہوں۔ ان کا مفصل جواب مانگنا ان کا حق نہیں۔ اور اصل کتابوں کا پیش کرنا چونکہ ان کا فرض ہے۔ اس لئے اہل انصاف کے نزدیک اس فرض کی ادائگی کا الزام انھیں پر ہے ؎

میرے دل کو دیکھ کر میری وفا کو دیکھ کر بندہ پرور منصفی کرنا خدا کو دیکھ کر

ہاں نبوت محمدیہ کو واسطہ فی الثبوت کہنا بھی صحیح نہیں۔ کیونکہ اہلِ علم کے نزدیک واسطہ فی الثبوت کی صورت میں حرکت ایک اور موصوف دو ہوتے ہیں۔ جیسے ہاتھ اور کنجی کی حرکت۔ اس صورت میں دونوں متحرک ہیں۔ مگر ایک ہی نوع حرکت سے۔ پس اگر مرزا صاحب یا کوئی اور آجکل نبوت محمدیہ کے واسطہ سے نبی تھے تو وہی نبوت جو حضرت محمد رسول اللہ صلعم کی ذات بابرکات میں تھی۔ اس سے اُن کا موصوف ہونا لازم آئے گا۔ حالانکہ اس نبوۃ میں شریعت جدیدہ بھی داخل

ہے۔ پھر اس جدید نبی میں کیوں نہو +

اس نبوت کی بابت یہ بھی فرمایا۔ لَا نُوْرَثُ مَا تَرَکْنَاہُ صَدَقَۃٌ (بخاری) ہمارا (آنحضرت صلعم کا) کوئی وارث نہو گا۔ ہم جو چھوڑینگے صدقہ ہوگا۔ پھر آجکل کے مدعیان نبوت کی اولاد کیوں اُنکی وارث ہوتی ہے۔ پس ثابت ہُوا کہ نبوت محمدیہ واسطہ فی الثبوت نہیں۔ جواب دیتے وقت یہ سوچ لینا۔ کہ ملک میں منطقی فلسفی علماء بھی ہیں۔ ایسا نہو کہ جواب ہی انکے لئے چند منٹ تفریح کا باعث ہو +

مختصر یہ کہ فریق ثانی نے نہ تو میرے دلائل کا جواب دیا۔ نہ اپنے مذہب کے دلائل بتلائے۔ قرآن و حدیث بعد نبوت محمدیہ ہر قسم کی نبوت کو بند کرتے ہیں اور یہ صاف بات ہے کہ اگر پیغمبر صلعم کی اتباع سے کوئی نبی ہو سکتا۔ تو صحابہ کرامؓ سب سے پہلے ہوتے۔ حالانکہ اُن بیچاروں نے کبھی یہ خیال بھی نہیں کیا +

ثناء اللہ

مسئلہ ختم نبوت بعد آنحضرتؐ

پرچہ دوم (تردید جواب الجواب)

وقت ۱½ گھنٹہ

از طرف سید محمد اسحق صاحب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

صاحبان! آپ نے مولوی ثناء اللہ صاحب کا جواب الجواب سنا۔ قبل اسکے کہ میں انکی باتوں کا جواب دوں۔ نیک فطرت سامعین کی خدمت میں گذارش کرتا ہوں کہ شرائط کے کس قدر خلاف مولوی صاحب نے کیا ہے اور حضرت مرزا صاحب پر کس طرح خلاف کہ دینے سے حملہ کیا ہے۔ حالانکہ شرائط میں صاحب لکھا ہے کہ کوئی گفتگو اور تحریر خلاف تہذیب نہ ہوگی۔ لیکن مولوی صاحب نے اسکی ذرا پروا نہیں کی۔ اور بے تعلق مرزا صاحب پر حملہ کیا کہ وہ غلط حوالے دیا کرتے تھے۔ بھلا غور کیا جاوے کہ مسئلہ تو ختم نبوت ہے اور بیان یہ کیا جاتا ہے کہ مرزا صاحب غلط حوالے دیا کرتے تھے۔ ہمیں اس بات کا بہت افسوس ہے کہ مولوی صاحب نے ہمارے امام پر محض ہمیں دکھ دینے کے لئے حملہ کیا۔ حالانکہ اصل مضمون سے اس کا کوئی تعلق نہ تھا ÷

اس کے بعد یہ عرض ہے کہ مولوی صاحب کہتے ہیں کہ میں نے اپنے پرچہ میں دعا کو بطور دلیل پیش نہیں کیا تھا۔ حالانکہ ہر شخص جس نے مولوی صاحب کا پرچہ سنا۔ اسے علم ہے کہ مولوی صاحب نے صاف الفاظ میں لکھا ہے کہ نبوت کا بند ہونا اجماع سے ثابت ہے۔ اور اس پر اجماع ہوگیا۔ بھلا اگر اجماع کو بطور دلیل پیش نہیں کیا تھا تو اس کو پیش کیوں کیا تھا۔ دیکھئے مولوی صاحب! آپ اپنے پرچہ کے شروع میں یہ الفاظ لکھتے ہیں۔ "مسلمانوں کا اجماعی اعتقاد ہے کہ نبوت بعد آنحضرت صلعم ختم ہے" پھر اسکے آگے چلکر مولوی صاحب فرماتے ہیں "مسلمانوں کا یہ عقیدہ

ایسا اجماعیہ ہے۔ کہ مرزا صاحب بھی اسے تسلیم کرتے ہیں" پس صاف طور پر مولوی صاحب اس مسئلہ کے ثبوت میں اجماع پیش کرتے ہیں لیکن جب ہم نے مولوی صاحب سے اجماع کا ثبوت مانگا۔ تو مولوی صاحب منکر ہو گئے کہ میں نے اجماع کو پیش ہی نہیں کیا۔ اور اس طرح پر صاف لفظوں میں مولوی صاحب نے اپنی دلیل واپس لے لی +

پھر مولوی صاحب تحریر کرتے ہیں کہ جناب مرزا صاحب نے ۱۱ھ ہجری سے پہلے نبوت کا انکار کیا۔ یہ بالکل غلط ہے۔ کیونکہ ہم حضرت مرزا صاحب ہی کی عبارتوں سے اپنے پہلے پرچہ میں ثابت کر آئے ہیں کہ مرزا صاحب نے ابتدائے دعویٰ سے وفات تک کبھی انکار نبوت نہیں کیا۔ جب مرزا صاحب اپنی کتابوں میں لکھتے ہیں کہ میں نے نبوت کا کبھی انکار نہیں کیا۔ اور جہاں انکار کیا ہے وہاں تشریعی نبوت سے کیا ہے۔ تو مولوی صاحب کا کیا حق ہے کہ وہ کہیں کہ مرزا صاحب منکر تھے۔ بھلا اگر مرزا صاحب منکر تھے۔ تو وہ فتویٰ جو ہندوستان کے علماء نے مرزا صاحب کے کفر کا تیار کیا تھا۔ اس میں مرزا صاحب کے کافر ہونے کی وجہ میں دعوئے نبوت کو کیوں پیش کیا تھا۔ اور اس فتوے پر خود مولوی ثناء اللہ صاحب کے واجب التعظیم بزرگ مولانا مولوی نذیر حسین صاحب کے دستخط تھے اور اگر مولوی صاحب ثناء اللہ صاحب یہ کہتے ہیں کہ مرزا صاحب ۱۱ھ سے پہلے دعوئے نبوت سے منکر تھے۔ تو ساتھ ہی مولوی صاحب کو یہ مان لینا چاہئے۔ کہ مولانا نذیر حسین اور تمام علماء اہل حدیث جنہوں نے مرزا صاحب کے فتوے کفر میں جو ۱۱ھ سے بہت پہلے تیار ہوا تھا افتراء سے کام لیا تھا کہ چونکہ مرزا صاحب دعوئے نبوت کرتے ہیں اس لئے کافر ہیں۔ علاوہ ازیں ہم ناظرین کو ۱۱ھ سے پہلے کا ایک حوالہ حضرت مرزا صاحب کی کتاب سے دکھاتے ہیں۔ جس میں مرزا صاحب نے غیر تشریعی نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔ چنانچہ مرزا صاحب تو ضیح مرام جو دعویٰ کی سب سے پہلی کتاب اور ۱۱ھ سے تین سال پہلے کی ہے اس میں فرماتے ہیں۔ اَنَّ النُّبُوَّةَ التَّامَّةَ الْكَامِلَةَ الْحَاوِيَةَ لِجَمِيْعِ الشَّرِيْعَةِ قَدِ انْقَطَعَتْ وَالنُّبُوَّةُ الَّتِيْ لَيْسَ فِيْهَا اِلَّا الْمُبَشِّرَاتُ فَهِيَ

بَاقِیَۃً اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ لَا انْقِطَاعَ لَھَا اَبَدًا۔ توضیح مرام ص ۱۹
یعنی وہ نبوت جو رسول کریم (صلعم) کے بعد بند ہے وہ تشریعی نبوت ہے لیکن غیر تشریعی
نبوت جس میں مبشرات ہیں وہ بند نہیں۔ دیکھئے سامعین! مولوی صاحب نے دعویٰ
کیا تھا کہ ۱۱ھ ہجری سے پہلے مرزا صاحب غیر تشریعی نبوت کے بھی منکر تھے۔ حالانکہ
ہم نے توضیح مرام جو ۱۳۰۸ھ ہجری کی تصنیف ہے۔ اس میں مرزا صاحب کا فتویٰ
دکھا دیا۔ جس میں صاف لکھا ہے کہ وہ نبوت جو بند ہے وہ صرف وہی ہے۔ جس میں
شریعت جدیدہ کا نزول ہے۔ غرض اس حوالہ سے مولوی صاحب کے اس دعوے
کا کہ مرزا صاحب ۱۱ھ تک منکر نبوت تھے بالکل رد ہو گیا۔ وھو المراد +

پھر مولوی صاحب یہ تحریر کرتے ہیں کہ ہم نے اپنے پرچہ میں جو حوالے علماء کی
کتابوں سے لکھے ہیں وہ حوالے مجھے نہیں دکھائے گئے۔ اس کا یہ جواب ہے کہ ہمارے
حوالے دو قسم کے تھے۔ ایک قسم ان حوالوں کی تھی جس سے ہم نے یہ ثابت کیا تھا کہ نبوت
کے بند ہونے پر اجماع نہیں۔ ان حوالوں میں سے ہم نے آپ کو مجمع البحار کا حوالہ
دکھایا تھا۔ اور اس مجمع میں بھی دکھانے کے لئے تیار ہیں۔ باقی رہا فتوحات مکیہ
اور ملا علی قاری کا حوالہ۔ سو اس کا جواب یہ ہے کہ ہم اسے بھی کہتے ہیں کہ یہ حوالے
درست ہیں۔ اور ہم نے یہ حوالے بھی آپ کو گو اصل کتابوں سے نہیں دکھائے۔ مگر
پھر بھی آپ کو اس طبع شدہ کتاب سے دکھاتے ہیں جس میں مصنف نے ان کتابوں
سے یہ حوالے نقل کئے ہیں۔ اگر یہ کہا جاوے کہ ہم اصل کتابوں سے دیکھنا چاہتے
ہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ آپ نے خود اپنے پرچہ میں تسلیم کیا ہے کہ یہ مقام
گورداسپور ہے۔ یہاں کوئی کتب خانہ نہیں ہے نہ کوئی بڑا عالم۔ اس لئے ہم بھی وہ حوالے
اصل کتابوں سے نہیں دکھا سکتے۔ ہاں ہمارا دعویٰ ہے کہ یہ حوالے صحیح اور بالکل
صحیح ہیں۔ اس لئے ہم نے مولوی صاحب کو حوالے دکھاتے وقت کہہ دیا تھا کہ اگر
یہ حوالے غلط ہیں تو ہم تاوان دینے کے لئے تیار ہیں۔ اور اب بھی میں اس مجمع
میں کہتا ہوں۔ کہ اگر مولوی صاحب دو دن یہاں نظیر ہیں۔ تو ہم اس بات کے

ذمہ دار ہیں کہ وہ تمام حوالے جو ہم نے اپنے پرچہ میں لکھے ہیں۔ تمام کے تمام اصل کتابوں سے دکھا دیں۔ اور صرف مولوی صاحب کو نہیں بلکہ تمام پبلک کو۔ غرض ہمارے حوالے صحیح ہیں اور طبع شدہ ہیں۔ اخباروں اور رسالوں اور کتابوں میں شائع ہو چکے ہیں بارہا ہماری طرف سے مشتہر ہو چکے ہیں اور کوئی مخالف اُن کو آجتک غلط ثابت نہیں کر سکا۔ اور اگر مولوی صاحب کو بہت اصرار ہے تو دو دن صبر کریں اور یہاں قیام کریں ہمارا آدمی قادیان جاکر تمام کتابیں لے آئیگا پھر ہم ہر ایک حوالہ اصل کتاب سے دکھا دینگے اور اگر کوئی حوالہ بھی غلط نکلا۔ تو فی حوالہ سو روپیہ تاوان دینے کو ہم تیار ہیں +

اور یہ جو مولوی صاحب نے فرمایا ہے کہ ملا علی قاری اور فتوحات مکیہ میں لَا نَبِیَّ یَنْسِخُ شَرْعَہٗ میں فقرہ یَنْسِخُ شَرْعَہٗ صفت موضحہ ہے یہ تو ہماری عین تائید ہے ہم بھی تو اس کو صفت موضحہ کہتے ہیں۔ اس لفظ یَنْسِخُ شَرْعَہٗ نے لَا نَبِیَّ کی توضیح کر دی۔ کہ اس سے مُراد مطلقاً نبی کا نہ آنا مت خیال کرنا۔ بلکہ ایسا نبی ممنوع ہے جو ناسخ شریعت ہو اور مخالف اسلام ہو +

پھر مولوی صاحب فرماتے ہیں کہ ملا علی قاری اور صاحب فتوحات نے آنیوالے کے ثبوت کے لئے یہ لفظ کہے ہیں۔ نہ کہ کسی جدید نبی کے ہونے کے لئے۔ مولوی ثناء اللہ صاحب کا یہ قول بھی ہماری تائید میں ہے کیونکہ ہم بھی تو مسیح موعود ہی کی نبوت ثابت کرتے ہیں اور مسیح موعود ہی کو نبی مانتے ہیں۔ نہ کسی اور کو۔ پس ملا علی قاری کا لَا نَبِیَّ بَعْدِی سے مسیح موعود کا استثنے کرنا عین ہمارے اعتقاد کے مترادف ہے۔ ہم بھی تو تیرہسو سال میں صرف مسیح موعود ہی کو نبی مانتے ہیں اور لَا نَبِیَّ بعدی سے مسیح موعود ہی کا استثنے کرتے ہیں +

پھر مولوی صاحب نے اپنے اس پرچہ میں نبوت کے بند ہونے کے ثبوت میں ایک حدیث لکھی ہے جو پہلے پرچہ میں نہیں لکھی تھی وہ یہ ہے کہ لَمْ یَبْقَ مِنَ النُّبُوَّۃِ اِلَّا الْمُبَشِّرَاتُ۔ اور استدلال میں کہا ہے کہ اس حدیث سے ثابت ہے کہ سوائے خوابوں کے اور تمام باتیں بند ہیں۔ اس کا **پہلا جواب** تو یہ ہے کہ اگر اس حدیث

کے یہ معنے لئے جاویں کہ سوائے سچی خوابوں کے اور تمام باتیں بند ہیں تو یہ معنے خود قرآن مجید کے صریح خلاف ہیں دیکھو قرآن فرماتا ہے۔ اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰہُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَیْھِمُ الْمَلٰٓئِکَۃُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّۃِ الَّتِیْ کُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ نَحْنُ اَوْلِیٰٓؤُکُمْ فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَفِی الْاٰخِرَۃِ (سورہ حم سجدہ) یعنی اعلیٰ مومنوں کے پاس خدا کیطرف سے فرشتے آتے ہیں اور وہ صبر کی تلقین کرتے ہیں اور اُن سے ہمکلام ہوتے ہیں۔ سو اگر اس حدیث کے یہ معنے ہیں کہ خواب کے سوا اور **کشوف۔ الہام۔ وحی** بند ہے تو پھر قرآن کی اس آیت کی خلاف کرنی پڑے گی۔ غرض اس آیت سے معلوم ہُوا کہ خدا فرشتوں کے ذریعے مومنوں کو صبر اور بشارت کے کلمات تلقین کرتا ہے لیکن مولوی صاحب حدیث سے استدلال کرتے ہیں کہ صرف خواب کا سلسلہ جاری ہے۔ باقی کشوف والہام بند ہے سو چونکہ مولوی صاحب نے جو معنے اس حدیث کے کئے ہیں، وہ قرآن مجید کی اس آیت کے خلاف ہیں اس لئے یہ معنے درست نہیں ✣

اسی طرح **دوسرا جواب** یہ ہے کہ یہ معنے خود دوسری احادیث صحیحہ کے بھی خلاف ہیں جنمیں صاف ارشاد ہے کہ اس امت میں الہام اور وحی کا دروازہ کھلا ہے اور یہ بھی ان احادیث میں درج ہے کہ اس امت میں محدث اور مکلم ہونگے پس دوسری صحیح احادیث میں صاف درج ہے کہ اس امت میں **محدث** اور **مکلم** ہوں گے تو مولوی صاحب کس طرح اس حدیث سے یہ استدلال کرتے ہیں کہ سوائے سچی خوابوں کے اور سب کچھ بند ہے ✣

تیسرا جواب یہ ہے کہ اس امت کے اولیاء نے دعویٰ کیا ہے کہ ہمیں الہام اور وحی ہوتی ہے۔ مثلاً شاہ ولی اللہ صاحب نے صاف لفظوں میں دعویٰ کیا ہے کہ مجھ پر خدا کا کلام نازل ہوتا ہے۔ اب اگر مولوی صاحب کے معنے درست سمجھے جاویں تو تسلیم کرنا پڑے گا کہ اس امت کے اولیاء معاذ اللہ اپنے دعوے الہام اور وحی میں مفتری تھے ✣

چوتھا جواب یہ ہے کہ اس حدیث میں نبوت کے بند ہونے کا ہرگز ذکر نہیں

بلکہ نبوت کے اجزاء کا ذکر ہے۔ کیونکہ اس حدیث میں صرف لَمْ یَبْقَ مِنَ النُّبُوَّۃِ ہی کے لفظ نہیں بلکہ اس نفی کے آگے اِلَّا کا لفظ ہے جو استثنا کے لئے ہے یعنے رسول کریم نے فرمایا کہ نبوت کے انواع میں نوع مبشرات باقی ہے۔ اور ہم قرآن مجید سے ثابت کرتے ہیں کہ مبشرات بھی نبوت ہے چنانچہ قرآن مجید میں لکھا ہے وَمَا نُرْسِلُ الْمُرْسَلِیْنَ اِلَّا مُبَشِّرِیْنَ وَمُنْذِرِیْنَ۔ یعنی نبی اور کچھ نہیں ہوتا۔ صرف خدا کا کلام پاکر اُسکے ذریعے بشارت کرنے والا ہوتا ہے۔ سو اے سامعین! یہ حدیث جو مولوی صاحب نے پیش کی ہے اس کے لفظ یہ ہیں۔ کہ لَمْ یَبْقَ مِنَ النُّبُوَّۃِ اِلَّا الْمُبَشِّرَاتُ یعنے میرے بعد نبوت میں سے مبشرات باقی ہیں اور اُدھر قرآن کہتا ہے وَمَا نُرْسِلُ الْمُرْسَلِیْنَ اِلَّا مُبَشِّرِیْنَ وَمُنْذِرِیْنَ یعنے نبی کا کام محض مبشرات ہے سو اس آیت اور اس حدیث کے ملانے سے یہ نتیجہ نکلا۔ کہ رسول کریم کے بعد مبشرات باقی ہیں اور یہ کہ مبشرات عین نبوۃ ہے۔ سو یہ حدیث تو نبوۃ کے جاری ہونے کی دلیل ہے نہ کہ بند ہونے کی۔ اور ہم مولوی صاحب کے ممنون ہیں کہ انھوں نے ہمیں ایسی حدیث یاد دلادی۔ جو انکی پہلی پیش کردہ حدیث لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ کی مفسر ہے یعنے اس حدیث میں بتا دیا کہ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ میں اگر نفی ہے تو تشریعی۔ نہ کہ بشارت دینے والے نبی کی۔ اور یہی ہمارا دعوے ہے ✣

پھر مولوی صاحب کہتے ہیں کہ اگر اس امت میں کسی نے نبی ہونا تھا تو کوئی صحابی ہوتا۔ یا تابعی ہوتا۔ اس کا **پہلا جواب** یہ ہے کہ نبوت ایک مَوْہِبت ہے جو محض خدا کے اختیار میں ہے اس کے ہم ٹھیکہ دار نہیں۔ کہ فلاں شخص کو کیوں نہیں ملی ✣

دوسرا جواب یہ ہے کہ اس طرح تو ایک شخص یہ بھی کہہ سکتا ہے کہ حضرت عیسٰی کے بعد نبوت بند ہو گئی۔ اور اگر کسی کو ملنی ہوتی۔ تو حضرت عیسٰی کے صحابہ اور حواریوں میں سے کسی کو کیوں نہ ملی۔ یہ کیا ہُوا۔ کہ پانچ سو برس بعد عرب میں ایک شخص کو ملتی ✣

تیسرا جواب یہ ہے کہ اس طرح اُمت میں نبی سے تو قطع کرو کسی کو مجدد

نظر

بھی تسلیم نہیں کرنا چاہئے۔ کیونکہ ایک شخص ٹھیک کہتا ہے کہ امت میں کوئی مجدد نہیں۔ اگر مجدد ہونا ہوتا۔ تو کوئی صحابی ہوتا۔ یا تابعی۔ اور اس طرح پر مجددین کی آمد کا بھی انکار کرو +

چوتھا جواب یہ ہے کہ نبی بے ضرورت نہیں آیا کرتا۔ بلکہ اس وقت آتا ہے۔ جب دنیا میں شرارت اور بے دینی پھیل جاوے۔ پس صحابہ یا تابعین میں سے کوئی شخص اس واسطے نبی نہیں بنایا گیا۔ کہ نبوی زمانہ قریب تھا۔ اس لئے ضرورت نہ تھی +

پانچواں جواب یہ ہے کہ اس طرح پر تم نے حضرت امام مہدی کا بھی انکار کر دینا۔ کہ جناب آپ مہدی کس طرح بن سکتے ہیں۔ اگر کسی نے مہدی موعود بننا تھا تو کوئی صحابی یا تابعی بنتا +

آپ فرماتے ہیں کہ ابن ماجہ میں صحت نہیں۔ یہ بالکل غلط ہے۔ محدثین تو اسے صحاح ستہ میں سے ایک صحیح کہیں۔ اور آپ کہیں کہ اس میں صحت نہیں دوسری یہ بات یاد رکھئے کہ اگر کسی حدیث کی کتاب میں ایک یا کئی حدیثیں صحت کے خلاف ہوں تو وہ کتاب صحت کے خلاف نہیں ہوتی۔ بلکہ صرف وہی خاص حدیثیں ہونگی۔ جنکے راویوں میں سقم ہو۔ پس آپ ہماری پیش کردہ حدیث کو تب غیر صحیح کہہ سکتے ہیں جبکہ خاص اس حدیث کے راویوں میں کوئی سقم دکھا دیں ؛

اور مولوی صاحب کا یہ کہنا کہ لَوْ عَاشَ اِبْرَاهِيْمُ لَكَانَ صِدِّيْقًا نَبِيًّا۔ ابن عباسؓ کا قول ہے۔ نہ کہ رسول کریم (صلعم) کا۔ یہ بالکل غلط ہے اور ہم حیران ہیں کہ مولوی صاحب علم حدیث کے عالم ہونے کے باوجود اور اہل حدیث اخبار کے ایڈیٹر ہو کر اس قدر احادیث نبوی کے ناواقف ہیں۔ کہ صحاح ستہ میں سے ایک کتاب میں صاف لکھا ہے کہ یہ قول رسول کریم (صلعم) کا ہے۔ اور پھر فرماتے ہیں کہ یہ قول رسول کریم (صلعم) کا نہیں۔ حالانکہ ہم نے صفحوں کا حوالہ بھی دیا۔ اور وہ خاص حوالہ نکال کر وہ کتاب مولوی صاحب کے پاس لے گئے

اور مولوی صاحب نے دیر تک وہ کتاب اپنے پاس رکھی۔ اور غور سے اُس حوالے کو دیکھا۔ اور پھر فرماتے ہیں کہ یہ رسول کریم (صلعم) کا قول نہیں +

معزز سامعین! ہم اس وقت آپ کو وہ حدیث ابن ماجہ سے نکال کر دکھاتے ہیں جہاں صاف لکھا ہے کہ یہ رسول کریم (صلعم) کا قول ہے +

علاوہ ازیں یہ بھی یاد رکھئے۔ کہ لَوْ عَاشَ اِبْرَاهِيْمُ والا حوالہ نبوت کے اجراء کا ایسا زبردست ثبوت ہے۔ کہ مولوی صاحب اس کا کوئی جواب نہ دے سکے اور گویا انھیں یقین ہو گیا۔ کہ اس جواب سے نبوت کا اجراء تو ثابت ہے چلو یہ کہدو۔ کہ رسول کریمؐ کا قول نہیں حالانکہ ابن ماجہ میں صاف لکھا ہے کہ رسول کریم (صلعم) یہ حدیث بیان فرماتے ہیں +

مرزا صاحب کا یہ الہام ہے۔ اِنِّیْ مُهِيْنٌ مَنْ اَرَادَ اِهَانَتَكَ یعنی جو شخص تجھ پر حملہ کریگا وہ خود اس کا شکار ہوگا۔ تو یہاں بھی یہ پیشگوئی پوری ہوئی۔ مولوی صاحب نے تحدی سے پرچہ کی ابتدا میں لکھا کہ مرزا صاحب غلط حوالہ دیتے تھے۔ اور مولوی صاحب نے باوجود ابن ماجہ کا حوالہ دیکھنے کے کہدیا۔ اور پرچہ میں لکھ دیا کہ یہ حدیث نہیں۔ ابن عباس کا قول ہے۔ رسول کریم (صلعم) کا قول نہیں جناب مولوی صاحب! بتلایئے کہ آپ غلط حوالہ دینے والے ٹھیرے یا کہ مرزا صاحب؟ +

پھر مولوی صاحب اِذَا هَلَكَ قَيْصَرُ فَلَا قَيْصَرَ بَعْدَهٗ کے یہ معنے کرتے ہیں کہ جب قیصر کی سلطنت برباد ہوگی تو کوئی اور قیصر نہ ہوگا۔ حالانکہ عربی کی رُو سے یہ معنے بالکل غلط ہیں بلکہ معنے تو یہ ہیں کہ جب قیصر مر جاوے گا۔ تب قیصر اور کوئی نہیں ہوگا۔ حالانکہ واقعات سے ثابت ہے کہ اور قیصر بھی ہوا۔ تو اسکے یہ معنے کئے گئے۔ اور خود علماء حدیث نے کئے کہ یہ مراد ہے کہ اس قیصر کے ہلاک ہونے کے بعد اس شان کا قیصر نہ ہوگا۔ اسی طرح لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ کے معنے ہیں کہ میرے بعد میری شان کا نبی نہ ہوگا +

پھر سامعین کرام میں اس بات کی طرف توجہ دلاتا ہوں۔ کہ جنہوں مولوی صاحب سے

اجماع کا ثبوت مانگا مگر مولوی صاحب نے نہ دیا حالانکہ جب وہ اپنے پرچہ میں دعوی کر چکے تھے کہ اس عقیدہ پر اجماع ہے۔ تو چاہئے تھا کہ ہمارے مطالبہ پر اپنے دعوے کا ثبوت دیتے +

پھر ہم نے اِمَّا یَاْتِیَنَّکُمْ رُسُلٌ مِّنْکُمْ والی آیت پیش کی جسمیں صریح طور پہ بعد رسول اللہ صلعم کے نبیوں کے آنے کا امکان نکلتا ہے مگر مولوی صاحب نے اس کا کوئی جواب نہیں دیا۔ اور نہ ہماری پیش کردہ آیت اَللّٰہُ یَصْطَفِیْ مِنَ الْمَلٰٓئِکَۃِ رُسُلًا وَّمِنَ النَّاسِ کا جو صریح طور پر نبوت کا اجراء بتاتی ہے کوئی جواب دیا +

غرض دو آیات قرآنیہ جنمیں آنحضرت (صلعم) کے بعد نبیوں کے جواز کا ذکر تھا۔ ان کا مولوی صاحب نے کوئی جواب نہیں دیا حالانکہ مولوی صاحب جب نبوت کے بند ہونے کے مدعی تھے تو ضروری تھا کہ وہ آیات جو ہم نے پیش کی ہیں۔ اُن کا جواب دیتے +

غرض ہم نے نبوت کے اجراء میں یہ پیش کیا۔ کہ قرآن فرماتا ہے اِمَّا یَاْتِیَنَّکُمْ رُسُلٌ یعنے اللہ کی طرف سے بعد رسول کریم (صلعم) کے رسول آسکتے ہیں۔ مگر مولوی صاحب نے کوئی جواب نہیں دیا۔ پھر ہم نے اَللّٰہُ یَصْطَفِیْ والی آیت پیش کی کہ اللہ فرماتا ہے کہ میں اب بھی اور آیندہ بھی انسانوں کو اپنا رسول بناؤنگا۔ مگر مولوی صاحب نے اُسکو چھُوا تک نہیں پھر ہم نے لَوْ عَاشَ اِبْرَاھِیْمُ والی حدیث پیش کی۔ کہ دیکھو رسول کریم فرماتے ہیں اور اُس وقت فرماتے ہیں جبکہ آیت خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ اُتر چکی تھی۔ کہ لوگو! میرا یہ بیٹا ابراہیم اگر زندہ رہتا۔ تو ضرور صدیق نبی ہوتا۔ مگر مولوی صاحب اس حدیث کا ذرا بھی جواب نہ دے سکے۔ اور بالکل غلط کہدیا۔ کہ یہ حدیث نہیں۔ حالانکہ یہ خود رسول کریم (صلعم) کا قول ہے۔ جیسا کہ ہم سامعین کے سامنے حوالہ پڑھ کر ثابت کر چکے ہیں۔ میں پھر زور دیتا ہوں کہ اگر آیت خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ اور حدیث لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ کے معنے رسول کریم (صلعم) کے نزدیک یہ ہوتے کہ نبوت میرے بعد مطلقاً بند ہوگئی۔ تو کبھی نہ فرماتے کہ میرا بیٹا اگر زندہ رہتا تو نبی ہوتا۔ بلکہ یہ فرمانا چاہیئے تھا کہ لوگو! چونکہ خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ کی آیت نازل ہو چکی ہے۔ اس لئے اگر میرا یہ بیٹا زندہ بھی رہتا۔ تب بھی نبی نہ ہوتا۔ حالانکہ رسول کریم (صلعم) نے یہ نہیں کہا۔ بلکہ صرف

اس قدر فرمایا کہ میرے بیٹے کے نبی ہونے میں صرف یہی روک ہوگئی۔ کہ وہ فوت ہوگیا۔ ورنہ آیت خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ اور حدیث لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ ہرگز نبی ہونیکی روک نہیں۔ غرض یہ حدیث بڑا بھاری ثبوت ہے اس بات کا کہ رسول کریم (صلعم) کے بعد نبی ہو سکتا ہے۔ اور چونکہ یہ حدیث آیت خاتم النّبیّین اور حدیث لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ کے بعد رسول (صلعم) نے ارشاد فرمائی ہے۔ اس لئے ثابت ہوگیا کہ یہ آیت اور لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ والی حدیث مانع نبوّت نہیں۔ اور جب یہ ثابت ہوگیا تو مولوی صاحب کی دونوں پیش کردہ آیت اور حدیث کے اصل معنے کھل گئے۔ اور مولوی صاحب کے استدلال کی تردید ہوگئی۔ فالحمد للہ وھو المراد +

اور مولوی صاحب کا یہ قول کہ واسطہ میں واسطہ کی صفت بعینہا چاہیئے سو یہ بات ہمارے مدعا کے خلاف نہیں۔ کیونکہ ہمارا بھی یہی مدعا ہے۔ کیونکہ ہم بھی تسلیم کرتے ہیں۔ کہ مسیح موعود کی نبوّت الگ نبوت نہیں۔ بلکہ یہ وہی نبوت ہے۔ جو آنحضرتؐ کو ملی۔ کیونکہ مسیح موعود آپ کا ظل اور بروز ہیں۔ اور آپ ہی کی شریعت کو قائم کرنے والے ہیں۔ اور کوئی نئی شریعت نہیں لائے غرض یہاں بھی وہی واسطہ میں واسطہ کی ساری باتیں آئی ہیں۔ کوئی نئی بات نہیں +

اب میں اپنا پرچہ ختم کرتا ہوا سامعین سے استدعا کرتا ہوں کہ وہ ضد اور تعصب کو بالائے طاق رکھ کر سوچیں کہ رسول کریم (صلعم) کی امت میں کوئی فنافی الرسول آپ کے اتباع سے نبی بنجاوے تو یہ رسول کریم (صلعم) کی شان کا اظہار ہے یا آپ کی ہتک؟

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ؕ

سید محمد اسحٰق

مباحثہ

بر مسئلہ

صداقت دعوے مسیح موعود علیہ السلام

فیمابین

سید محمد اسحٰق صاحب احمدی مولوی فاضل و مولوی ثناء اللہ صاحب مولوی فاضل امرتسری

منعقدہ بتاریخ ۱۶ دسمبر ۱۹۱۶ء بمقام سرگودہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

پرچہ اوّل

وقت ۱½ گھنٹہ

صداقت دعاوی حضرت مسیح موعودؑ علیہ الصلوٰۃ والسلام

منجانب میر محمد اسحٰق صاحب

کسی مدعی کی صداقت یا اُس کے کذب کے معلوم کرنیکے لئے سب سے بڑا اور صحیح معیار قرآن مجید اور فرقان حمید ہے۔ جس مدعی کی تکذیب قرآن مجید کرے وہ جھوٹا ہوگا۔ اور جس شخص کے دعوٰی کی تصدیق قرآن مجید سے ثابت ہوتی ہو۔ اسے سچا ماننے کے بغیر کوئی چارہ نہیں۔ کیونکہ ہمارے اور مخالف فریق کے درمیان قرآن مجید ایک مسلمہ معیار ہے۔ پس اگر ہم مرزا صاحب کے دعوٰی کی تصدیق قرآن مجید سے دکھا دیں تو ہمارے مخالف فریق کو اس کے تسلیم کرنے کے بغیر چارہ نہ ہوگا۔ اور اگر ہم قرآن مجید سے وہ اصول اور معیار

پیش کریں۔ جن سے کسی مدعی کا دعویٰ سچا ثابت ہو سکتا ہے۔ تو فریق ثانی اپنے معتقدات کی رُو سے مجبور ہے اس بات پر کہ وہ اس مدعی کی صداقت کو تسلیم کرے۔ اس لئے ہم اس بحث میں حضرت مرزا صاحب مدعی نبوت کی صداقت میں قرآن مجید کے وہ اصول اور دلائل پیش کرتے ہیں جن سے قرآن مجید سچے مدعیوں کی صداقت ثابت کرتا ہے

پہلا چنانچہ پہلا معیار جو قرآن مجید نے نبیوں اور رسولوں اور خود حضرت محمدؐ رسول اللہ کی صداقت منوانے کے لئے کفار کے سامنے پیش کیا ہے وہ یہ ہے۔ قُلْ لَوْ شَاءَ اللّٰهُ مَا تَلَوْتُهُ عَلَيْكُمْ وَلَا أَدْرَاكُمْ بِهِ فَقَدْ لَبِثْتُ فِيكُمْ عُمُرًا مِّنْ قَبْلِهِ أَفَلَا تَعْقِلُونَ یعنے اے کفار عرب تم پر محمد رسول اللہ صلعم کی صداقت ثابت کرنے کے لئے تمہارے سامنے یہ دلیل پیش کرتا ہوں کہ یہ رسول اپنے دعوے میں اس لئے سچا ہے کہ اس نے دعوے سے پہلے ایک عرصہ دراز تم میں اپنی زندگی کا ایک حصہ بسر کیا ہے اور بچپن سے لیکر جوانی اور پھر جوانی سے لیکر ادھیڑ عمر تک تم نے اس کے حالات دیکھے ہیں۔ مختلف موقعوں پر تم نے اسکی صحت۔ افلاس۔ غنیٰ۔ خوشی اور غم مصیبتوں اور راحتوں۔ غرض زندگی کے مختلف پہلوؤں میں تم نے اس کے حالات کا مشاہدہ کیا ہے۔ مگر اس دعوی سے پہلے تم نے کبھی اس کے حالات میں کوئی ایسی بات نہیں پائی جو قابل گرفت ہو۔ اس نے کبھی کسی انسان پر جھوٹ نہیں بولا۔ نہ معاملات میں۔ نہ مشکلات میں۔ نہ طمع کے موقعہ پر۔ بلکہ تم متفقہ طور پر اُسے امین اور صادق سمجھتے رہے ہو سو عجب اسکی پہلی زندگی کے یہ حالات ہیں۔ اور اس زمانہ کے یہ واقعات ہیں۔ جبکہ اسکی جوانی تھی۔ اور خواہشات نفسانی کے عروج کا وقت تھا۔ تو کس طرح ہو سکتا ہے کہ ایسا صادق اور امین اور بے نفس انسان ضرورت اور جوانی اور خواہشات کے عروج کے وقت تو جھوٹ اور افترا اور کسی قسم کے دغا اور فریب سے کام نہ لے۔ لیکن آج جبکہ اسکی عمر کا آخر ہے۔ یہ انسان یک دفعہ خدا تعالیٰ پر جھوٹ بولنے لگ جاوے۔ ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا۔ غرض قرآن مجید نے بڑے زور اور

تحدّی سے اس دلیل کو حضرت محمدؐ رسول اللہ صلعم کی صداقت کے ثبوت میں پیش کیا ہے۔ پس جب یہ دلیل ایسی قوی ہے کہ اس سے خاتم النبیین سید الاولین والآخرین کی صداقت ثابت ہوتی ہے تو کیا وجہ ہے کہ اگر یہی بات مرزا صاحب میں پائی جاوے۔ تو آپ کی صداقت کی دلیل نہ ہو۔ سو ہم مرزا صاحب کے سچے اور دعوے میں صادق ہونیکی پہلی دلیل یہ دیتے ہیں۔ کہ آپکی پہلی زندگی نہایت پاکبازانہ گذری ہے۔ اور مقدمات۔ مشکلات۔ بیماری۔ صحت۔ غرض کسی حالت میں بھی بچپن سے لیکر جوانی۔ اور جوانی سے لیکر ادھیڑ عمر تک کوئی ایسی حرکت سرزد نہیں ہوئی۔ جس پر کوئی شخص حرف زن ہو سکے۔ جاؤ قادیان کے آریہ۔ سکھ۔ ہندو۔ مسلمان کسی سے پوچھ لو سب بالاتفاق کہینگے۔ کہ حضرت مرزا صاحب میں ہم نے کوئی ایسی بات نہیں دیکھی جو قابل گرفت ہو قادیان کے آریہ بدیہی طور پر مرزا صاحب کے سخت دشمن ہیں۔ اور باقی سکھ اور ہندو بھی مذہبی مخالف ہیں۔ اور غیر احمدی مسلمان بھی مذہب کے لحاظ سے ہمیشہ مخالفت پر آمادہ رہتے ہیں۔ مگر باوجود اس تعصب اور مخالفت کے اس بات پر سب متفق ہیں کہ مرزا صاحب بچپن اور جوانی میں نہایت پاکباز تھے۔ سو جس طرح مکہ والوں کا رسول کریمؐ کو امین اور پاکباز یقین کرنا قرآن مجید کے نزدیک دلیل ہے اس بات کی کہ محمدؐ رسول اللہ صلعم اپنے دعوے میں سچے ہیں۔ اسی طرح قادیان اور پنجاب ہندوستان کے تمام وہ لوگ جو مرزا صاحب کے واقف ہیں۔ ان سب کا متفق ہونا اس بات پر کہ مرزا صاحب تمام عمر امین اور پاکباز رہے دلیل ہے اس بات پر کہ حضرت مرزا صاحب اپنے دعوی میں سچے تھے۔ لیکن اگر کوئی کہے کہ گو مرزا صاحب دعوی سے پہلے اچھے اور راستباز تھے۔ لیکن دعوی غلط ہے تو پھر اس طرح پر تو قرآن مجید کی آیت اور دلیل کا انکار کرنا پڑے گا۔ اور ایک شخص کہے گا کہ گو مان لیا کہ محمدؐ صلعم کی دعوے سے پہلے زندگی اچھی تھی۔ مگر آپ دعوے میں غلطی پر تھے۔ سو جس طرح اس شخص کی یہ بات غلط ہوگی۔ اسی طرح مرزا صاحب کے متعلق بھی یہ بات درست نہیں۔ کہ گو دعوے سے پہلے اچھے تھے۔ مگر دعوی جھوٹا کیا۔ ناظرین کو قادیان اور پنجاب کے تمام ان لوگوں کی جو

مرزا صاحب کے واقف ہیں یہ اتفاقی گواہی کہ مرزا صاحب دعویٰ سے پہلے راستباز تھے نہایت کافی ہے۔ مگر ہم نمونہ کے طور پر مولوی محمد حسین صاحب (جو فرقہ اہلحدیث کے ایڈووکیٹ اور لیڈر ہیں۔ اور جو مرزا صاحب کا دعویٰ سنکر سب سے پہلے منکر ہوئے اور جو فتویٰ تکفیر حضرت مرزا صاحب کے بانی تھے) کے رسالہ اشاعۃ السنۃ جلد ۷ نمبر ۶ سے مولوی صاحب کا ایک حوالہ نقل کرتے ہیں جسمیں مولوی صاحب نے حضرت مرزا صاحب کی خدمات اسلامی اور غیرت دینی اور پاکبازی وغیرہ کا ذکر کیا ہے اور یہ رسالہ مرزا صاحب کے دعوے سے پہلے کا ہے۔ چنانچہ مولوی صاحب مرزا صاحب کی کتاب براہین احمدیہ پر ریویو کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"ہماری رائے میں یہ کتاب اس زمانہ میں اور موجودہ حالت کی نظر سے ایسی کتاب ہے کہ جسکی نظیر آج تک اسلام میں تالیف نہیں ہوئی۔"

اور پھر خاص مرزا صاحب کی تعریف میں لکھتے ہیں۔

"اور اس کا مولف اسلام کی مالی جانی وقلمی ولسانی وحالی وقالی نصرت میں ایسا ثابت قدم نکلا جسکی نظیر پہلے زمانے میں بہت ہی کم پائی گئی"

دیکھو اس تحریر میں مولوی صاحب نے صاف الفاظ میں تسلیم کیا۔ کہ مرزا صاحب جان و مال سے اسلام کی مدد میں فدا ہیں۔ اور یہ کہ تیرہ سو برس میں شاذ و نادر آپ کی کوئی نظیر مل سکتی ہے ؛

غرض مرزا صاحب کے دعوے سے پہلی زندگی کا پاکبازی اور راستبازی سے بسر ہونا دلیل ہے۔ اس بات کی کہ آپ اپنے دعوے میں صادق تھے ؛

دوسرا معیار قرآن مجید نے یہ پیش کیا۔ لَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْاَقَاوِيْلِ لَاَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِيْنِ ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِيْنَ یعنی اے کفار عرب محمد رسول اللہ صلعم اپنے دعوے میں اس لئے سچے ہیں۔ کہ اگر یہ اپنے دعوے میں جھوٹے ہوتے تو یہ مہلت جو اُن کو ملی ہے کبھی نہ ملتی۔ اور جو عرصہ اپنے مشن کی اشاعت میں یعنی ۲۳ سال آپ کو خدا نے دیئے ہیں وہ کبھی نہ دیئے جاتے۔ بلکہ

اگر آپ جھوٹے ہوتے تو خدا تعالیٰ فوراً آپ کو پکڑ لیتا۔ اور ہلاک کر دیتا۔ اور آپ کو دُنیا سے نیست و نابود کر دیتا۔ مگر چونکہ ایسا نہیں ہُوا۔ بلکہ ۲۳ سال آپ کو اپنے دعاوی کی اشاعت کا موقعہ دیا گیا ہے یہ دلیل ہے کہ خدا کی مرضی کے مطابق یہ دعویٰ ہے اور خدا کے فرمانے ہی کے مطابق ہے۔ غرض یہ دلیل نہایت زبردست طور پر رسول کریمؐ کی صداقت کے ثبوت میں کفار عرب کے سامنے پیش کی ہے۔ ہم بھی اسی دلیل سے حضرت مرزا صاحب کی صداقت ثابت کرتے ہیں کہ دیکھو اگر اپنے دعوے میں جھوٹے ہوتے اور وہ محض جھوٹ موٹ اپنی طرف سے بغیر خدا کے فرمانے کے ایسا کہہ دیتے تو وہ عرصہ جو آپ کو اپنے مشن کے پھیلانے کا ملا کبھی نہ ملتا۔ اور رسول کریم کو جس طرح ۲۳ سال دعوے کے بعد زندگی ملی تھی۔ وہ مرزا صاحب کو کبھی نہ ملتی بلکہ خدا آپ کو پکڑ لیتا۔ اور آپ کو ہلاک کر دیتا۔ اور آپ کو نیست و نابود کر دیتا مگر چونکہ ایسا نہیں ہُوا۔ بلکہ آپ کو وقت دیا گیا۔ اور جس طرح رسول کریم کے دعوے کے بعد ۲۳ سالہ زندگی عطا ہوئی۔ اسی طرح آپ کو بھی تیئیس ۲۳ بلکہ تیئیس سال دعویٰ الہام اور وحی کے بعد زندگی عطا ہوئی۔ تو آیت لَوْ تَقَوَّلَ کے مطابق آپکی اس قدر زندگی صداقت کی دلیل ہے اور ثبوت ہے اس بات کا کہ یہ دعویٰ خدا کی مرضی اور اس کے منشاء کے مطابق ہے اور یہی ثابت کرنا ہمارا مقصود تھا +

نتیجہ ۱ معیار قرآن مجید نے حضرت رسول کریم صلعم کی صداقت کے ثبوت میں یہ پیش کیا ہے کہ اَمْ یَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ قُلْ فَاْتُوْا بِعَشْرِ سُوَرٍ مِّثْلِهٖ مُفْتَرَيٰتٍ وَّادْعُوْا مَنِ اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ فَاِلَّمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَكُمْ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَآ اُنْزِلَ بِعِلْمِ اللّٰهِ۔ یعنی اے عرب کے کافرو تم کہتے ہو۔ کہ محمد رسول اللہ کو الہام الٰہی نہیں ہوتا۔ اور وہ کلام جو اس پر اُترتا ہے اس کا اپنا ہے۔ اور اسکی اپنی فصاحت و بلاغت سے تیار ہُوا ہے۔ تو سُنو اگر تمہارا یہ اعتراض غلط ہے کیونکہ اگر یہ کلام انسانی طاقت سے لکھا جاتا۔ تو چاہیئے کہ اس جیسے اور انسان جو اہل زبان ہیں۔ وہ بھی ایسا کلام بنا سکیں۔ کیونکہ یہ بھی

تمہارے جیسا انسان ہے جو کام اس نے کر لیا وہ تم بھی کر سکتے ہو۔ اس لئے ہمارا چیلنج ہے کہ تم اس کلام کے مقابل میں صرف دس سورتیں ہی اس جیسی پیش کر دو سو اگر تم نے پیش کر دیں تو تم سچے ورنہ اگر اِنْ لَّمْ یَسْتَجِیْبُوْا لَکُمْ یعنی تم اس جیسا کلام نہ لا سکے تو فَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَآ اُنْزِلَ بِعِلْمِ اللّٰہِ۔ یعنی پھر یقین کر لو کہ یہ کلام انسانی طاقت سے نہیں تھا بلکہ خدائی طاقت کا کرشمہ ہے۔ اس چیلنج کے جواب میں عرب کے لوگ کوئی کلام پیش نہ کر سکے جس سے ثابت ہو گیا کہ محمد رسول اللہ کا پیش کردہ کلام انسانی طاقت کا کرشمہ نہیں بلکہ الٰہی قوت کا نمونہ ہے۔ سو ہم بھی بعینہٖ یہی دلیل حضرت مرزا صاحب کے دعوے کے ثبوت میں پیش کرتے ہیں۔ مرزا صاحب اہل عرب نہیں ہیں اور نہ عربی کے عالم۔ بلکہ مولوی محمد حسین صاحب تو یہاں تک کہہ دیا کرتے ہیں کہ مرزا صاحب کو عربی کا ایک صیغہ تک نہیں آتا۔ لیکن جب آپ نے دعوی کیا۔ تو خدا تعالےٰ نے آپ کے دعوے کی سچائی ثابت کرنے کے لئے آپ کو یہ معجزہ دیا۔ کہ آپ کے قلم سے بیسیوں عربی کتابیں تصنیف کرائیں جنمیں مرزا صاحب کی علمی طاقت اور زباندانی کا کوئی دخل نہ تھا۔ مرزا صاحب نے وہ کتابیں عرب و عجم میں شائع کیں۔ انعام مقرر کئے اور چیلنج دیئے اور تحدی کی۔ کہ کوئی شخص یا تمام ملکر کبھی ان کتابوں کی نظیر پیش نہیں کر سکتے۔ چنانچہ وہ کتابیں شائع ہو چکی ہیں۔ مگر ابھی تک ان کتابوں کی نظیر کوئی مخالف پیش نہیں کر سکا۔ پس جب سب عاجز ہو گئے تو قرآن ایسے موقع پر فرماتا ہے۔ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَآ اُنْزِلَ بِعِلْمِ اللّٰہِ۔ یعنی جب اس چیلنج کے جواب سے کوئی عہدہ برآ نہ ہو سکے۔ تو اے مسلمانو تم کو یقین کر لینا چاہئے کہ ایسی بے نظیر کتابیں انسانی طاقت کا نمونہ نہیں۔ بلکہ الٰہی قوت کا کرشمہ ہیں۔ یہ کہنا کہ مرزا صاحب کی کتابوں میں غلطیاں ہیں۔ یہ بالکل بیہودہ بات ہے کیا آریہ وغیرہ قرآن مجید کے متعلق یہ بیان نہیں کرتے کہ اس میں عربی غلطیاں ہیں چنانچہ آجکل بھی مسافر آگرہ میں ایک لمبا چوڑا مضمون شائع ہو رہا ہے کہ قرآن مجید میں عربی صرف و نحو کی غلطیاں ہیں۔ پس محض غلطی غلطی کا کہنا بیہودہ بات ہے۔ بات تو تب ہے۔ کہ جب چیلنج قبول کیا جاوے۔ چیلنج تو یہ ہے کہ اسکی مثل لاؤ۔ پھر جب چیلنج قبول

نہیں کیا گیا تو بے نظیر کتاب کی سچائی اور پیش کرنے والے کا دعویٰ ثابت ہو گیا۔ وھو المراد۔

چوتھا

معیار جو قرآن مجید نے حضرت نوح علیہ السلام کی صداقت کے ثبوت میں پیش کیا ہے وہ یہ ہے فَاَنْجَيْنٰهُ وَاَصْحٰبَ السَّفِيْنَةِ وَجَعَلْنٰهَآ اٰيَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ۔ یعنی حضرت نوح نے جب نبوت کا دعویٰ کیا۔ لوگوں نے مخالفت کی۔ اس پر حضرت نوح کو الہام ہوا کہ مخالف غرق ہو جاویں گے۔ اور تو ایک کشتی بنا۔ اسمیں جو سوار ہو گا۔ وہ ضرور غرق ہونے سے بچ جاویگا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اور کشتی میں جو لوگ بیٹھے تھے سب بچ گئے۔ اس بچنے پر قرآن مجید کہتا ہے۔ وَجَعَلْنٰهَآ اٰيَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ۔ یعنی نوح کی یہ کشتی جس میں پیشگوئی کے مطابق لوگ بچ گئے تمام دُنیا کے لئے نوح کی صداقت کی دلیل ہے۔ سو قرآن نے نوح کی کشتی کو ساری دُنیا کے لئے زبردست دلیل بنایا ہے ہم بھی اس معیار سے حضرت مرزا صاحب کی صداقت ثابت کرتے ہیں کہ جس طرح حضرت نوح کو الہام ہوا کہ تیری کشتی پر بیٹھنے والوں سے کوئی ہلاک نہ ہو گا۔ اسی طرح مرزا صاحب کو الہام ہوا۔ اِنِّیْ اُحَافِظُ کُلَّ مَنْ فِی الدَّارِ۔ یعنی جو شخص مرزا صاحب کی ظاہری چار دیواری میں داخل ہو گا۔ وہ طاعون سے کبھی ہلاک نہ ہو گا۔ چنانچہ مرزا صاحب کے گھر میں سینکڑوں آدمی رہتے ہیں۔ اور طاعون بھی پندرہ سولہ برس سے ہندوستان میں پھیلی ہوئی ہے مگر دشمن تک جانتے ہیں کہ اتنے لمبے عرصہ میں ان سینکڑوں شخصوں میں سے ایک شخص بھی طاعون سے ہلاک نہیں ہوا۔ پس جس طرح قرآن کہتا ہے کہ نوح کی کشتی میں چونکہ پیشگوئی کے مطابق ایک شخص بھی ہلاک نہیں ہوا۔ اس لئے نوح کی کشتی نوح کی صداقت کے لئے ساری دُنیا کے لئے زبردست دلیل ہے۔ اسی طرح ہم بھی قرآن مجید کے تتبع میں کہتے ہیں کہ مرزا صاحب کے گھر میں چونکہ پیشگوئی کے مطابق ایک شخص بھی طاعون سے ہلاک نہیں ہوا۔ اس لئے مرزا صاحب کا گھر مرزا صاحب کی صداقت کے لئے ساری دُنیا کے لئے ایک زبردست دلیل ہے۔ اور اگر اس کا انکار کیا جاوے تو پھر نوح کی کشتی بھی تمام دُنیا کے لئے نوح کی صداقت کا نشان نہیں بن سکتی اور اس طرح پر قرآن مجید کا انکار ہو گا +

(۴) اَلْاَمْرَاضُ تُشَاعُ وَالنُّفُوْسُ تُضَاعُ ؛

(۵) مَاھٰذَا اِلَّا تَشْدِیْدُ الْحُکَّامِ یَاتِیْکَ نُصْرَتِیْ اِبْرَاءً اِنِّیْ اَنَا الرَّحْمٰنُ...

یہ پیشگوئیاں ہیں جو کی گئیں اور پوری ہوئیں اور ان کے علاوہ اور بھی بہت سی پیشگوئیاں ہیں مگر نمونہ کے طور پر وقت کی تنگی کی وجہ سے اسی پر اکتفا کرتے ہیں۔ رہا یہ کہ فلاں پیشگوئی پوری نہیں ہوئی یہ وہ شخص کہہ سکتا ہے۔ جو قرآن مجید سے ثابت کرے صداقت ثابت کرنے کیلئے ہر پیشگوئی پوری ہوتی ہے پس جب تک کوئی شخص قرآن مجید کی نص صریح سے پیشگوئی کے تمام کے تمام پورے ہونے کا کوئی ثبوت نہ دے تب تک اُسے اجازت نہیں کہ کسی پیشگوئی پر جرح کرے۔ بلکہ اس کے مقابل قرآن کہتا ہے۔ کہ اِنْ یَّکُ صَادِقًا یُّصِبْکُمْ بَعْضُ الَّذِیْ یَعِدُکُمْ یعنی مدعی کی بعض پیشگوئیوں کا پورا ہونا اسکی صداقت کی دلیل ہے ؛

پس مولوی صاحب اگر کسی پیشگوئی پر جرح کریں تو پہلے ان کا فرض ہے کہ وہ قرآن مجید سے وہ آیات نقل کریں جن میں صاف لکھا ہو کہ کُل کا پورا ہونا شرط صداقت ہے۔ اور پھر یہ بھی مولوی صاحب کا فرض ہے کہ وہ یُصِبْکُمْ بَعْضُ الَّذِیْ کے "بعض" کا مطلب تحریر فرماویں ؛

ساتواں

معیار ہم مولوی صاحب ثناء اللہ صاحب کا تسلیم کردہ پیش کرتے ہیں۔ مولوی صاحب اپنی تفسیر ثنائی کے مقدمہ ص۱۶ و ص۱۷ پر یہ تحریر فرماتے ہیں:۔ "حضور اقدس کی نبوت کی دلیل چہارم۔ تورات کی پانچویں کتاب استثنا کے ۱۸ باب ۵ آیت میں لکھا ہے "

اور ایسا ہوگا کہ جو کوئی میری باتوں کو جنہیں وہ (نبی) میرا نام لے کے کہے گا نہ سُنے گا تو میں اُس کا اُس سے حساب لونگا۔ لیکن وہ نبی جو ایسی گستاخی کرے۔ کہ کوئی بات میرے نام سے کہے جس کے کہنے کا مَیں نے حکم نہیں دیا۔ یا اور معبودوں کے نام سے کہے تو وہ نبی قتل کیا جائے گا۔

یہ عبارت زیر خط واضح طور پر ہمیں ایک قانون الٰہی سے آگاہ کرتی ہے۔ اور

بتلاتی ہے کہ نظام عالم میں جہاں اور قوانین الٰہی ہیں یہ بھی ہے کہ کاذب مدعی کی ترقی نہیں ہوتی۔ بلکہ وہ جان[1] سے مارا جاتا ہے +

واقعات گذشتہ سے بھی اس امر کا ثبوت پہنچتا ہے کہ خدا نے کبھی کسی جھوٹے نبی کو سرسبزی نہیں دکھائی۔ یہی وجہ ہے کہ دنیا میں باوجود غیر متناہی مذاہب ہونے کے جھوٹے نبی کی امت کا ثبوت مخالف بھی نہیں بتلا سکتے (اسلامی نبوت تو متنازع فیہ ہے۔ اس لئے بتلانے وقت اس کا ذکر صحیح نہ ہوگا) مسیلمہ کذاب اور اسود عنسی کے واقعات تاریخ دانوں سے پوشیدہ نہیں۔ کہ کس طرح ان دونوں نے اپنے اپنے زمانہ میں حضور اقدس فداہ روحی کا جاہ و جلال دیکھ کر دعوے نبوت کئے۔ اور کیسے کیسے خدا پر جھوٹ باندھے۔ لیکن آخر کار خدا کے زبردست قانون کے نیچے آکر کچلے گئے۔ اور کس ذلت اور رسوائی سے مارے گئے کہ کسی کو گمان بھی نہ تھا۔ حالانکہ تھوڑے دنوں میں بہت کچھ ترقی کر چکے تھے مگر نابکے + اب سوال یہ ہے کہ کیا وجہ ہے کہ عبارت مذکورہ سے بانئی اسلام مستثنےٰ ہے۔ حالانکہ بقول اہل کتاب (علیہم ما یستحقونہ) پیغمبر اسلام کاذب تھے معاذ اللہ + پھر میں پوچھتا ہوں کیا وجہ ہے کہ تورات کی عبارت مذکورہ کے موافق آپ کے گلے پر کیوں تلوار نہ پھری۔ حالانکہ آپ لوگوں کی ہمشیرہ نے جناب والا کو دعوت میں زہر بھی دیا۔ مگر وہاں بھی وَاللّٰہُ مُتِمُّ نُوْرِہٖ وَلَوْ کَرِہَ الْکٰفِرُوْنَ بالکل سچا معلوم ہوا۔ اور وَاللّٰہُ یَعْصِمُکَ مِنَ النَّاسِ نے پورا جلوہ دکھایا۔ کیا تورات کلام الٰہی نہیں ؟ کیا اس میں برکت و صداقت نہیں ؟

---

[1] اس سے یہ نہ کوئی سمجھے کہ جو نبی قتل ہوا وہ جھوٹا ہے۔ بلکہ ان میں عموم و خصوص مطلق ہے یعنی یہ ایسا مطلب ہے جیسا کوئی کہے کہ جو شخص زہر کھاتا ہے مرجاتا ہے اس کے یہ معنے ہرگز نہیں کہ ہر مرنیوالے نے زہر ہی کھائی ہے بلکہ یہ مطلب ہے کہ جو کوئی زہر کھائیگا وہ ضرور مریگا۔ اور اگر اس کے سوا بھی کوئی مرے تو ہو سکتا ہے۔ گو اس نے زہر نہ کھائی ہو۔ یہی تمثیل ہے کہ دعوئی نبوت کاذبہ مثل زہر کے ہے جو کوئی زہر کھائے گا۔ ہلاک ہوگا۔ اگر اس کے سوا کوئی ہلاک ہو ممکن ہے۔ ہاں یہ نہ ہوگا کہ زہر کھانے والا بچ رہے۔ (از تفسیر ثناء اللہ)

کیا کسی مسلمان نے اس پر دم کر دیا۔ یا وضو کا پانی ڈال دیا؟ آخر ہُوا تو کیا ہُوا جو اس کے مطابق حضور اقدس نہ مارے گئے۔ باوجودیکہ آپ کئی ایک لڑائیوں میں بھی گئے۔ ان لڑائیوں میں آپ کو تکالیف شدیدہ بھی پُہنچیں۔ مگر اس پیشگوئی کی تصدیق نہ ہونے پائی پس اگر یہ کلام تورات کا سچ ہے تو آپکی نبوت بھی بلا کلام حق ہے۔ ورنہ عیسائیوں کا کم سے کم اتنا فرض تو ضرور ہے کہ جب تک اس عبارت کی کوئی توجیہ اُنکی سمجھ میں نہ آئے سرور عالم سید الانبیاء سند الاصفیاء محمد مصطفٰے فداہ ابی و امی علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام کی نبوت کو تسلیم کریں ورنہ اُنکی تکذیب سے تورات کی بھی تکذیب ہو گی۔

مرادِ ما نصیحت بود گفتیم ✤ حوالت با خدا کردیم و رفتیم

(مقدمہ تفسیر ثنائی صفحہ ۱۶ و ۱۷)

اس میں مولوی صاحب نے صاف تسلیم کیا ہے کہ جھوٹا نبی قتل ہوتا ہے۔ سو چونکہ مرزا صاحب قتل نہیں ہوئے۔ اس لئے خود مولوی صاحب کے مسلمات کی رُو سے مرزا صاحب سچے نبی ہیں ✤

آٹھواں

معیار بھی مولوی صاحب کا اپنا پیش کردہ ہے چنانچہ وہ مقدمہ تفسیر کے صفحہ ۱۶ میں فرماتے ہیں :-

"واقعات گذشتہ سے بھی اس امر کا ثبوت پُہنچتا ہے کہ خدا نے کبھی کسی جھوٹے نبی کو سرسبزی نہیں دکھائی۔ یہی وجہ ہے کہ دنیا میں باوجود غیر متناہی مذاہب ہونے کے جھوٹے نبی کی اُمت کا ثبوت مخالف بھی نہیں بتلا سکتے۔ (اسلامی نبوت تو متنازع فیہ ہے اس لئے بتلاتے وقت اس کا ذکر صحیح نہ ہوگا)"

اس معیار میں مولوی صاحب فرماتے ہیں کہ جھوٹے نبی کی اُمت نہیں ہوتی ہے سو چونکہ مرزا صاحب کے بعد آپکی جماعت اور اُمت ہے۔ اس سے معلوم ہُوا کہ مرزا صاحب سچے نبی ہیں۔ اب میں اپنا پرچہ ختم کرتا ہوں ✤

سید محمد اسحٰق

جواب پرچہ اوّل

وقت ۱½ گھنٹہ

از جانب محمدیاں

بابت دعوئے مرزا صاحب

کسی نبی یا ولی کی جانچ کرنے کے لئے قرآن مجید نے ایک نہایت عمدہ سنہرہ اصول بتلایا ہے۔ کہ جھوٹا آدمی خدا سے ہمکلام اور مقبول نہیں ہو سکتا۔ تَنَزَّلُ عَلٰی کُلِّ اَفَّاکٍ اَثِیْمٍ۔ جھوٹے دروغگوؤں پر شیاطین کا نزول ہوتا ہے اس اصول کے مطابق ہمارا فرض ہے کہ مرزا صاحب کے اُن دعووں اور الہاموں کو جانچیں۔ جو انہوں نے اپنی سچائی کے لئے خود مقرر کئے ہیں غالباً اس طریق سے اُن کا جانچنا قرینِ انصاف ہے +

مرزا صاحب کے برخلاف گواہوں کی اس قدر کثرت ہے کہ بہت سا وقت لینگے۔ اس لئے میں سب کو نہیں پیش کرتا۔ بلکہ نصاب شہادت کے طور پر چند گواہ پیش کرتا ہوں۔ جنمیں سے ایک ایک گواہ بھی مرزا صاحب کے برخلاف مجھے ڈگری دلانے کو کافی ہے۔ مرزا صاحب اپنی کتاب شہادت القرآن کے صفحہ ۸۰ پر لکھتے ہیں کہ میری چند پیشگوئیاں ہیں جن سے میرے صدق و کذب کی پہچان ہو سکتی ہے منجملہ اُنکے مسلمانوں کے حصہ کی پیشگوئی مرزا احمد بیگ ہوشیار پوری کی لڑکی والی ہے جس کا مطلب یہ ہے۔ کہ خدا کے الہام کے مطابق وہ مرزا صاحب کے عقد نکاح میں آئیگی اس پیشگوئی کو پختہ کرنے کے لئے مرزا صاحب نے کتاب ضمیمہ انجام آتھم کے صفحہ ۵۳

پر ایک حدیث بھی لکھی ہے جس کا مطلب یہ بیان کیا ہے کہ خود رسول خدا صلعم نے میرے سیاہ دل منکروں کو جواب دیا ہے کہ یہ نکاح ضرور ہوگا۔ اور اس سے اولاد پیدا ہوگی۔ پھر اسی کتاب کے صفحہ ۵۹ پر لکھا ہے کہ اگر یہ پیشگوئی پوری ہو تو میں ہر ایک بدسے بدتر ٹھیرونگا۔ اسی طرح بہت سے مقامات پر اسکی تائیدات لکھی ہیں حالانکہ یہ نکاح نہیں ہوا۔ اور مرزا صاحب تشریف لے گئے ؛

دوسری پیشگوئی مرزا صاحب کی ڈاکٹر عبدالحکیم خان صاحب پٹیالوی کے متعلق ہے جنہوں نے مرزا صاحب کے حق میں پیشگوئی کی تھی۔ کہ ۴ر اگست سنہ ۱۹۰۸ء تک مرینگے۔ اسکے جواب میں مرزا صاحب نے لکھا تھا۔ خدا نے مجھے بتلایا ہے کہ خدا اسکو ہلاک کریگا۔ اور میں اسکے شر سے محفوظ رہونگا۔ چشمہ معرفت صفحہ ۳۰۳۔ حالانکہ واقعہ جو ہوا ملک کو معلوم ہے کہ ڈاکٹر صاحب زندہ ہیں اور مرزا صاحب انتقال کر گئے ؛

تیسرا گواہ میرے دعوے کا مرزا صاحب کا وہ اشتہار ہے جس کا نام ہی اس کا مضمون بتلا رہا ہے۔ ۱۵۔ اپریل سنہ ۱۹۰۷ء کو مرزا صاحب نے شائع کیا تھا۔ جس کا نام یہ ہے مولوی ثناء اللہ صاحب کے ساتھ آخری فیصلہ۔ اس اشتہار کا مختصر مضمون یہ تھا کہ میں دعا کرتا ہوں کہ خداوندا ہم دونوں (مرزا و ثناء اللہ) میں سے جو خدا کے نزدیک جھوٹا ہے وہ پہلے مرے۔ اور جو سچا ہے وہ زندہ رہے۔ اس دعا کی بابت مرزا صاحب نے ۲۵۔ اپریل سنہ ۱۹۰۷ء کے اخبار بدر میں لکھا۔ کہ خدا نے اسکی بابت مجھے الہام کیا ہے۔ اُجِیْبُ دَعْوَۃَ الدَّاعِ۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ خدا نے مرزا صاحب کی یہ دعا قبول فرمالی کہ جھوٹا سچے سے پہلے مریگا۔ اب نتیجہ کیا ہوا۔ تمام ملک کو معلوم ہے کہ جناب مرزا صاحب اس پیشگوئی کے تیرہ ماہ بعد دنیا سے تشریف لے گئے۔ اور ثناء اللہ اس وقت بھی سرگودہ میں مباحثہ کر رہا ہے ؛

چوتھا گواہ مرزا صاحب کا وہ دعوے ہے جو انھوں نے اپنے کامونکی بابت لکھا ہے مسیح موعود کے زمانہ میں تمام دنیا میں اسلامی وحدت قومی پیدا ہو جائیگی۔ اور ایک ہی مذہب اسلام ہو جائیگا۔ ملاحظہ ہو کتاب چشمہ معرفت مصنفہ مرزا صاحب صفحہ ۸۳

چونکہ مرزا صاحب خود مسیح موعود ہونے کے مدعی ہیں۔ اس لئے یہ کام انکے زمانہ میں دیکھنا ضروری ہے کہ ہُوا بھی ہے۔ اس وقت ساری دُنیا میں اسلام ہی اسلام ہے کُفر اور کافر کوئی دُنیا میں نہیں ؟ +

گرجوں اور سماجوں کی خبریں جو آرہی ہیں یہ سب خواب ہیں۔ کیا پنجاب اور ہندوستان میں کوئی ہندو سکھ۔ آریہ نہیں رہا۔ کیا یورپ میں کوئی عیسائی نہیں رہا۔ دُور کیوں جائیں۔ قادیان ہی کا حال بتائیں۔ وہاں بھی کوئی ہندو یا سکھ ہے یا نہیں ان سب واقعات کو خدا کا خوف دل میں رکھ کر سوچیں تو معلوم ہو جائیگا۔ مرزا صاحب کا دعوی ہنوز دلی دُور است +

علم مناظرہ میں سائل کو تین باتوں کا اختیار ہے۔ منجملہ اُنکے معارضہ کرنیکا بھی ہے اس لئے ہمنے تنگی وقت کے لحاظ سے بغرض آسانی بحکم اصول مناظرہ معارضہ کی صورت میں یہ چند سوال کئے ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ مرزا صاحب اپنے دعوے میں سچے ثابت نہیں ہوئے۔ ہاں میرے مخاطب نے ایک عجیب بات اپنے پرچہ میں لکھی ہے جس کا جواب دینا گو مجھے بحیثیت معارضہ کنندہ کے بحکم علم مناظرہ ضروری نہیں۔ لیکن دیتا ہوں۔ آپ لکھتے ہیں۔ کہ قرآن مجید سے پیشگوئیوں کے تمام کے تمام پورا ہونے کا ثبوت نہیں ہوتا۔ بلکہ مدعی نبوت کی بعض پیشگوئیوں کا سچا ہونا بھی کافی ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ مرزا صاحب کی جو بہت سی پیشگوئیاں غلط ہوئی ہیں۔ ان سے کوئی حرج نہیں۔ اللہ اکبر۔ یہ زمانہ بھی آنے والا تھا کہ مسلمان کہلانے والے بھی یہ دعوی کریں کہ نبیوں کی کُل باتیں سچی ہونیکی ضرورت نہیں۔ سُنئے قرآن مجید صاف اور مؤکد لفظوں میں کہتا ہے فَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ مُخْلِفَ وَعْدِهٖ رُسُلَهٗ۔ تم ہرگز ہرگز یہ خیال نہ کرو۔ کہ خدا کبھی بھی اپنے رسولوں کے ساتھ وعدہ کرکے پورا نہ کریگا۔ بعض باتوں کے سچا ہونے سے کوئی سچا ہو سکتا ہو تو مرزا صاحب کیوں لکھتے ہیں بعض خواب تو جرا مخوروں۔ بدذاتوں بلکہ کنجروں کے بھی سچے ہو جاتے ہیں ملاحظہ ہو حقیقۃ الوحی صفحہ ۷۰ + علاوہ اسکے عجیب بات ہے

کہ نبی نے جس بات کو تمام سیکرار اور مقرر کر کے اپنی صداقت کا معیار بتلایا ہو۔ وہی جھوٹی ہے تو مخالف کیونکر اُسکو اس عذر سے مان سکتا ہے کہ میری اور باتوں کو دیکھو ایک گواہ عدالت میں حلفیہ شہادت جھوٹی دے اور اس پر مقدمہ حلف دروغی قائم کیا جاوے۔ اور وہ یہ کہے کہ ساری باتوں میں تو مرزا صاحب جیسے نبی بھی سچے نہ تھے۔ مَیں نے اگر کسی واقعہ میں غلط گوئی ہے۔ تو مجھے کیوں سزا ملتی ہے۔ تو کیا اس کا یہ عذر قبول ہوگا۔ نبیوں کیطرف سے کافروں کو دو قسم کے عذابوں کی دھکی دی جایا کرتی ہے دُنیا کے اور آخرت کے۔ غور سے پڑھیئے۔ لَھُمْ فِی الدُّنْیَا خِزْیٌ وَّلَھُمْ فِی الْاٰخِرَۃِ عَذَابٌ عَظِیْمٌ۔ جو آیت میر صاحب نے مولوی نورالدین صاحب کی تعلیم کے مطابق لکھی ہے یُصِبْکُمْ بَعْضُ الَّذِیْ یَعِدُکُمْ وہ دُنیاوی عذاب مجموعہ عذاب (دنیا و آخرت) کا بعض ہے۔ پس معنے آیت کے یہ ہیں کہ ایک شخص کہتا ہے کہ حضرت موسیٰ سچا ہے۔ تو دُنیا میں ابھی تم فرعونیوں کو عذاب پہنچے گا۔ اور آخرت کا عذاب ابھی باقی ہوگا۔ مختصر یہ ہے کہ مَیں نے علم مناظرہ کے قاعدہ سے معارضہ کی چار سندات پیش کی ہیں جو بمنزلہ چار گواہوں کے ہیں جب تک ان کا معقول جواب نہ ہوگا۔ علم مناظرہ قوانین عدالت اور اصول شریعت سے مرزا صاحب کا دعویٰ ثابت نہیں ہو سکتا۔

مَیں نے وقت کے لحاظ سے بہت مختصر لکھا ہے۔

گفتگو آئین درویشی نہ بود
ورنہ با تو ماجرا ہا داشتیم

ثناء اللہ

جواب الجواب پرچہ اوّل

منجانب میر محمد اسحٰق صاحب احمدی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

دوسرا پرچہ

بر صداقت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

مولوی ثناء اللہ صاحب نے میرے پرچہ کا جو جواب دیا ہے اُس میں میں بہت افسوس سے کہتا ہوں کہ میری پیشکردہ سات دلیلوں میں سے کسی ایک دلیل کا بھی رد نہیں کیا۔ حالانکہ وہ ایسی دلیلیں تھیں جو قرآن مجید سے پیش کیگئی تھیں اور قرآن مجید نے اُنھیں معمولی طور پر نہیں بلکہ حضرت محمد رسول اللہ (صلعم) کی صداقت کے ثبوت میں پیش کیا تھا۔ اور اُنھیں پیش کر کے کفار عرب کو ملزم کیا تھا۔ اور مجبور کیا تھا اس بات پر کہ وہ حضرت محمد رسول اللہ کی صداقت کو تسلیم کر لیں پس جب وہ دلائل جن سے قرآن مجید نے حضرت محمد رسول اللہ کی رسالت ثابت کی تھی۔ ہم نے حضرت مرزا صاحب کے دعوے کی صداقت میں پیش کر دیئے۔ اور جس طرح وہ دلیلیں حضرت محمد رسول اللہ پر چسپاں ہوتی ہیں۔ اسی طرح ہم نے حضرت مرزا صاحب پر چسپاں کر کے دکھا دیں تو کیا وجہ ہے کہ مرزا صاحب اُنکی موجودگی میں اپنے دعویٰ رسالت اور نبوت میں صادق نہ سمجھے جاویں۔ یہ مباحثہ انشاء اللہ چھپ جائیگا۔ اس لئے میں ہر ایک صاحب کی خدمت میں جو اس مباحثہ کا مطالعہ کریں یہ گذارش کرتا ہوں کہ وہ سب سے پہلے اس بات پر غور کریں۔ کہ مَیں نے اپنے پہلے پرچہ میں جو آٹھ دلیلیں دی ہیں جنمیں سے چھ قرآن مجید سے۔ اور دو مولوی ثناء اللہ صاحب کی خود اپنی تحریروں سے پیش کی تھیں۔ کیا اُن میں سے مولوی صاحب

نے کسی ایک کا بھی جواب دیا۔ بھلا وہ دلیلیں قرآن مجید میں نہ تھیں؟ یا کیا انہیں کلام اللہ میں رسول کریم کی صداقت کے ثبوت میں پیش نہیں کیا گیا تھا؟ یا کیا ان سے حضرت محمد رسول اللہ (صلعم) کی صداقت ثابت نہیں ہوتی؟ اگر ان سب باتوں کا جواب اثبات میں ہے اور یقیناً ہے تو پھر کیا وجہ کہ جب ہم نے وہ سب دلیلیں مرزا صاحب کے حق میں پیش کیں تو مولوی صاحب نے توجہ تک نہیں کی۔ نہ تو یہ کہا کہ یہ دلیلیں صداقت کا ثبوت نہیں۔ اور نہ یہ تسلیم کیا کہ ان سے حضرت محمد رسول اللہ (صلعم) کی صداقت ثابت نہیں ہوتی۔ اور نہ ہی یہ لکھا کہ گو یہ دلیلیں صداقت تو ثابت کرتی ہیں مگر مرزا صاحب میں نہیں پائی جاتیں۔ غرض کسی نہ کسی پہلو سے تو مولوی صاحب کو ان پر بحث کرنی چاہئے تھی۔ مگر ناظرین میں سے ہر شخص کو علم ہے کہ مولوی صاحب نے اپنے پرچہ میں ان باتوں میں سے کسی ایک بات کیطرف توجہ تک نہیں کی۔ بلکہ بالکل سکوت سے کام لیا۔ اس سے ثابت ہوا۔ کہ مولوی صاحب ہماری پیشکردہ دلیلوں سے عہدہ برآ نہیں ہو سکتے +

مثلاً ایہا الناظرین! ہم نے تحریر کیا تھا کہ فَقَدْ لَبِثْتُ فِيكُمْ عُمُرًا مِّن قَبْلِهِ أَفَلَا تَعْقِلُونَ میں قرآن مجید نے حضرت رسول کریم (صلعم) کی صداقت کے ثبوت میں یہ بات پیش کی ہے کہ چونکہ آپکی دعویٰ سے پہلی زندگی بے لوث گذری ہے اور آپنے کبھی جھوٹ نہیں بولا۔ اور مشکلات کے وقت بھی کبھی لغزش میں گرفتار نہیں ہوئے تو یہ دلیل ہے اسبات کی کہ آپ اس دعویٰ میں بھی سچے ہیں۔ کیونکہ یہ نہیں ہو سکتا۔ کہ جو شخص ساری عمر بے لوث زندگی بسر کرے اور کبھی جھوٹ نہ بولے اور مشکلات کے وقت میں بھی لغزش نفسانی سے محفوظ رہے۔ وہ یکایک خدا پر افترا باندھنے لگے۔ اس طرح ہم نے بھی حضرت مرزا صاحب کی صداقت کے ثبوت میں یہی دلیل پیش کی تھی۔ کہ چونکہ آپکی دعوے سے پہلی زندگی بے لوث گذری۔ اور آپ نے کبھی کسی امتحان پر بھی جھوٹ نہیں بولا جیسا کہ قادیان کے آریہ۔ ہندو سکھ اور مسلمان جانتے اور مانتے ہیں۔ اور جیسا کہ مولوی محمد حسین صاحب کی گواہی بھی ہم تحریر کر چکے ہیں۔ تو یہ دلیل اسبات کی ہے کہ مرزا صاحب اپنے دعوے میں سچے ہیں اور آپ نے جبکہ کبھی مشکلات۔ مصیبتوں۔ مقدمات تک

میں کسی انسان پر بھی جھوٹ نہیں بولا۔ تو کس طرح ہو سکتا ہے کہ یکایک خدا کی ذات پر افترا باندھنے لگ جاویں۔ ایہا الناظرین! کیا مولوی صاحب نے اس دلیل کو چھوڑا یا ثابت کیا۔ کہ زندگی کا بے لوث ہونا کوئی معیار نہیں؟ یا کیا یہ ثابت کیا کہ مرزا صاحب کی زندگی بے لوث نہ تھی؟ پس جب اِن میں سے کسی ایک بات کا بھی مولوی صاحب نے ذکر نہیں کیا۔ تو اس سے معلوم ہُوا کہ یہ دلیل نہایت قوی ہے اور مرزا صاحب کی صداقت کو ثابت کرتی ہے +

الآیہ

اسی طرح ہم نے پیش کیا تھا۔ کہ قرآن مجید آیت لَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْاَقَاوِيْلِ میں فرماتا ہے کہ جو مدعی جھوٹا ہوتا ہے وہ دعوے کے بعد اتنا عرصہ زندہ نہیں رہتا جس قدر کہ رسول کریم صلعم ۲۳ برس تک زندہ رہے۔ اُسے اتنی زندگی نہیں ملتی۔ لیکن مرزا صاحب کو ۲۳ بلکہ ۳۰ سال کی زندگی دعوے کے بعد ملی۔ اور اُس میں آپ نے اپنے مشن کی تبلیغ دنیا کے کناروں تک پہنچا دی۔ پس ثابت ہُوا کہ مرزا صاحب سچے ہیں کیونکہ قرآن کہتا ہے کہ جھوٹے کو اتنا عرصہ دعوے کے بعد نہیں ملتا۔ جتنا کہ رسول کریم (صلعم) کو ملا یعنی ۲۳ سال۔ اور چونکہ مرزا صاحب دعوے کے بعد ۲۳ سال بلکہ ۳۰ سال زندہ رہے۔ اس لئے آپ سچے ہیں۔ بھلا ناظرین! کیا مولوی صاحب نے ہماری اس دلیل کا کوئی جواب دیا؟ ہرگز نہیں +

پھر ہم نے پیش کیا تھا کہ فَاَنْجَيْنٰهُ وَاَصْحٰبَ السَّفِيْنَةِ وَجَعَلْنٰهَآ اٰيَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ حضرت نوحؑ اور اُسکے ساتھی پیشگوئی کے مطابق کشتی میں زندہ رہے اور غرق ہو کر ہلاک نہیں ہوئے۔ اس لئے وہ کشتی حضرت نوح کی صداقت کا ایک ایسا زبردست ثبوت ہے کہ ساری دُنیا کو منوانے کے لئے اکیلا کافی ہے اسی طرح ہم نے بھی بعینہٖ اسی طرح مرزا صاحب کے ثبوت میں یہ پیش کیا تھا کہ مرزا صاحب کو الہام ہُوا کہ تیرے گھر کی چار دیواری میں کوئی شخص طاعون سے ہلاک نہ ہوگا چنانچہ واقعات بتاتے ہیں کہ طاعون ہندوستان و پنجاب میں آئی۔ اور سولہ[16] سال سے دُنیا کو ہلاک کر رہی ہے مگر مرزا صاحب کے گھر میں اتنے لمبے عرصہ میں ایک شخص بھی

ہلاک نہ ہُوا۔ اس لئے قرآنی آیت کے رُو سے مرزا صاحب کا کافر مرزا صاحب کی صداقت ثابت کرنے کے لئے ایک ایسا زبردست ثبوت ہے کہ ساری دُنیا کو منوانے کے لئے اکیلا کافی ہے۔ غرض انہی الفاظ میں ہم نے چھ قرآنی دلیلیں اور وہ خود مولوی صاحب کی اپنی تفسیر سنائی سے مرزا صاحب کی صداقت کے ثبوت میں پیش کی تھیں۔ مگر مولوی صاحب نے کسی ایک دلیل کا بھی جواب نہیں دیا۔ اس سے ثابت ہُوا کہ وہ تمام قرآنی دلیلیں مرزا صاحب کی صداقت ثابت کرتی ہیں اور جب قرآن مجید سے ہم نے چھ گواہ مرزا صاحب کی صداقت کے ثبوت میں پیش کر دیئے تو پھر فَبِاَیِّ حَدِیْثٍ بَعْدَ اللّٰہِ وَاٰیَاتِہٖ تُؤْمِنُوْنَ +

اس کے بعد میں ناظرین کی توجہ اس بات کیطرف منعطف کرانا چاہتا ہوں کہ ہم نے اپنے پرچہ میں لکھا تھا کہ قرآن مجید وَاِنْ یَّکُ صَادِقًا یُّصِبْکُمْ بَعْضُ الَّذِیْ میں فرماتا ہے کہ کسی مدعی کی بعض پیشگوئیاں اُسکی صداقت کی دلیل ہیں۔ اس آیت میں "بعض" کا لفظ نہیں بلکہ "کل" کا لفظ ہے۔ مگر اس سے مراد وہ پیشگوئیاں ہیں جو دُنیا کے متعلق ہیں۔ اس کا یہ جواب ہے کہ یہ بات گویا کتاب اللہ میں زیادتی ہے حالانکہ اس آیت میں بلکہ ماقبل و مابعد میں بھی دُنیا کا لفظ نہیں اور نہ دُنیا کا ذکر ہے معلوم نہیں مولوی صاحب نے کس دلیل سے یہ بیان کیا ہے کہ یہاں دُنیا کی پیشگوئیاں مُراد ہیں پس پہلا جواب تو یہ ہے کہ بعض سے مراد دُنیا کی پیشگوئیاں اس لئے نہیں کہ یہاں دُنیا کا لفظ نہیں۔ ہاں چونکہ مولوی صاحب اسکے مدعی ہیں۔ اس لئے اُنکے ذمہ بار ثبوت ہے کہ وہ قرآن مجید کی اس آیت میں دُنیا کا لفظ دکھا دیں +

دوسرا جواب یہ ہے کہ یہاں پر لفظ یُصِبْکُمْ ہے اور لفظ یُصِیْبَکُمْ مضارع کا صیغہ ہے جس میں دُنیا اور آخرت دونوں شامل ہیں اس لئے اس آیت کو دُنیا کے عذاب سے مخصوص کرنا درست نہیں بلکہ دُنیا و آخرت کے عذاب اس میں شامل ہیں اور دونوں کو شامل کر کے پھر فرماتا ہے کہ بعض پیشگوئیاں ضرور پوری ہونگی۔ یہاں صرف بعض کا ذکر کیا نہ کُل کا +

تیسرا جواب یہ ہے کہ یُصِبْکُمْ کے مخاطب کفار ہیں جنہوں نے دُنیا اور آخرت دونو

ہیں موسیٰؑ کی پیشگوئیوں کا مورد ہونا تھا۔ اس لئے صرف دُنیا کے ساتھ مقید کرنا فضول ہے۔ اس لئے ہم پھر اس آیت کو ناظرین کے سامنے پیش کرتے ہیں کہ دیکھئے یہاں یہ نہیں فرمایا کہ اگر مدعی سچا ہو۔ تو اسکی ساری پیشگوئیاں پوری ہونگی بلکہ فرمایا۔ وَاِنْ یَّکُ صَادِقًا یُّصِبْکُمْ بَعْضُ الَّذِیْ یَعِدُکُمْ یعنے اے لوگو۔ اگر مدعی سچا ہو تو اُس کی بعض پیشگوئیاں ضرور پوری ہونگی۔ پس جب قرآن کہتا ہے کہ بعض ہونگی۔ تو مولوی صاحب کُل کا لفظ کہاں سے نکالتے ہیں۔ پس جبتک مولوی صاحب ہمارے پہلے پرچہ کے اس مطالبہ کا کہ کل پیشگوئیوں کے پورا ہونے کا کہاں ذکر ہے ثبوت نہ دیں تب تک اُن کا حق نہیں کہ کسی پیشگوئی پر جرح کریں +

اور یہ جو مولوی صاحب نے کہا ہے کہ آیت وَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰہَ مُخْلِفَ وَعْدِہٖ رُسُلَہٗ سے ثابت ہے کہ ہر وعدہ کا پورا ہونا ضروری ہے اس کا جواب یہ ہے کہ اس آیت سے ہرگز ثابت نہیں ہوتا۔ کہ ہر وعدہ کا پورا ہونا لازمی ہے کیونکہ وَعْدَہٗ لفظ مفرد ہے اور بسبب مضاف ہونیکے معرفہ ہے اس کے معنے ہر ایک وعدہ ہرگز نہیں۔ بلکہ خاص وعدہ مُراد ہے اُن کا مدعا تب ثابت ہوتا جب یہاں کُل کا لفظ ہوتا جو کہ لفظ بعض کی ضد ہے اور نیز اس آیت کے آگے جو آیت ہے وہ صاف بتاتی ہے کہ اس جگہ وَعْدَہٗ سے مراد خاص وہ وعدہ ہے جو قیامت کے دن کے متعلق ہے چنانچہ آیت یوں ہے۔ وَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰہَ مُخْلِفَ وَعْدِہٖ رُسُلَہٗ اِنَّ اللّٰہَ عَزِیْزٌ ذُوانْتِقَامٍ ط یَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ غَیْرَ الْاَرْضِ وَالسَّمٰوٰتُ یعنی اللہ خلاف نہیں کریگا وہ وعدہ جو قیامت کے دن پورا ہونا ہے۔ پس یہ آیت بھی اسبات کا ثبوت نہیں۔ کہ ہر ایک وعدہ پورا ہوتا ہے بلکہ یہاں تو صرف اس خاص وعدہ کا ذکر ہے جو قیامت کے دن جاکر پورا ہوگا نہ کہ ہر ایک وعدہ۔ پس اس آیت سے مولوی صاحب استدلال نہیں کر سکتے +

پھر مولوی صاحب نے حضرت مرزا صاحب کی بعض پیشگوئیوں کو پیش کیا ہے جس سے انھوں نے ثابت کیا ہے کہ مرزا صاحب صادق نہیں۔ اسکے **جواب** میں عرض ہے قبل اسکے۔ کہ میں ان پیشگوئیوں کا تفصیل سے ذکر کروں یہ بیان کر دینا ضروری

سمجھتا ہوں کہ قرآن مجید نے پیشگوئیوں کے کیا اصول پیش کئے ہیں۔ پس جب اصول معلوم ہو جائینگے تو پیشگوئیاں بھی بخوبی پرکھی جا سکیں گی۔ سو جاننا چاہیئے کہ:-

پہلا اصل یہ ہے کہ تمام پیشگوئیاں آیات اللہ ہوتی ہیں اور قرآن کہتا ہے۔ کہ آیات اللہ کی دو قسمیں ہیں۔ متشابہات اور محکمات۔ اس سے ثابت ہوا کہ ہر ایک پیشگوئی کا ایسے رنگ میں پورا ہونا ضروری نہیں۔ کہ ہر شخص پر انکشاف ہو جاوے۔ بلکہ بعض پیشگوئیاں از قبیل متشابہات ہیں۔ اور متشابہات کے متعلق خود قرآن کہتا ہے کہ انہیں ہر شخص نہیں سمجھتا۔ بلکہ صرف راسخون فی العلم ہی سمجھ سکتے ہیں۔ بلکہ اس سے بڑھ کر فرمایا۔ کہ لَا یَعْلَمُ تَاْوِیْلَہٗ اِلَّا اللّٰہُ۔ یعنی اللہ کے سوا کون اُنکی حقیقت سمجھ سکتا ہے +

دوسرا اصل یہ ہے کہ پیشگوئیاں چونکہ آیات اللہ ہیں۔ اور آیات اللہ میں نسخ اور محو اور تاخیر جائز ہے۔ اس لئے پیشگوئیوں میں بھی نسخ اور محو اور تاخیر جائز ہے چنانچہ قرآن مجید آیات کے نسخ اور محو اور تاخیر کے متعلق فرماتا ہے۔ مَا نَنْسَخْ مِنْ اٰیَۃٍ اَوْ نُنْسِہَا نَاْتِ بِخَیْرٍ مِّنْہَا اَوْ مِثْلِہَا۔ یعنی اللہ تعالیٰ آیات اللہ کو منسوخ کر کے اُنکی جگہ اور آیات لے آیا کرتا ہے اور اس طرح فرماتا ہے وَاِذَا بَدَّلْنَا اٰیَۃً مَّکَانَ اٰیَۃٍ وَّاللّٰہُ اَعْلَمُ بِمَا یُنَزِّلُ قَالُوْٓا اِنَّمَا مُفْتَرٍ یعنی جب اللہ تعالےٰ ایک پیشگوئی کو چھوڑ کر اور منسوخ کر کے دوسری پیشگوئی کرتا ہے تو جھٹ کفار کہنے لگتے ہیں کہ رسول کریم کی پیشگوئی جھوٹی نکلی۔ ناظرین دیکھئے اس آیت میں کس طرح اقرار ہے کہ ایک پیشگوئی منسوخ ہو جاتی ہے اور اسکی جگہ دوسری پیشگوئی لوگوں کے سامنے رسول کریمؐ پیش کرتے تھے۔ پھر کفار کا اعتراض بتا دیا کہ اس وقت بھی کفار پیشگوئیوں کے منسوخ ہونیکی وجہ سے رسول کریمؐ کے متعلق جس طرح کہ مولوی صاحب حضرت مسیح موعود کے متعلق کہتے ہیں کہا کرتے تھے۔ کہ اسکی پیشگوئی جھوٹی نکلی +

پھر پیشگوئیوں کے محو ہونیکے متعلق فرماتا ہے۔ وَمَا کَانَ لِرَسُوْلٍ اَنْ یَّاْتِیَ بِاٰیَۃٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰہِ لِکُلِّ اَجَلٍ کِتَابٌ۔ یَمْحُوا اللّٰہُ مَا یَشَآءُ وَیُثْبِتُ وَعِنْدَہٗ اُمُّ الْکِتٰبِ۔ دیکھئے ناظرین! اس آیت میں صاف فرمایا ہے کہ جو پیشگوئیاں نبی لاکر

لوگوں کو بتاتا ہے۔ انھیں کبھی اللہ تعالیٰ منسوخ بھی اور محو بھی کر دیا کرتا ہے +

اب میں قرآن مجید سے ایک مثال پیش کرتا ہوں جس سے ثابت ہو جائیگا۔ کہ پہلے ایک پیشگوئی کیگئی پھر وہ تاخیر میں ڈالدی گئی۔ چنانچہ قرآن مجید میں حضرت موسیٰ کا قول درج ہے کہ وہ اپنی قوم کو کہتے ہیں۔ یَاقَوْمِ ادْخُلُوا الْاَرْضَ الْمُقَدَّسَةَ الَّتِیْ کَتَبَ اللّٰهُ لَکُمْ یعنے اے میری قوم تم داخل ہو جاؤ ارض مقدس میں جسکے فتح کرنے کی اللہ نے تم سے پیشگوئی کی ہے + دیکھئے اس جگہ صاف طور پر حضرت موسیٰ اپنے مخاطبین کو کہتے ہیں کہ تم سے وعدہ ہے مگر جب انھوں نے شرارت سے کام لیا تو پیشگوئی ٹل گئی۔ اور حضرت موسیٰ کی مخاطب قوم سے جو وعدہ کیا گیا تھا۔ وہ منسوخ ہو گیا۔ اور یہ وعدہ بجائے اُنکے انکی نسلوں سے ہو گیا۔ جیسا کہ خود قرآن مجید کہتا ہے۔ قَالَ اِنَّهَا مُحَرَّمَةٌ عَلَیْهِمْ اَرْبَعِیْنَ سَنَةً یعنے خدا نے فرمایا۔ کہ اب چالیس سال کے لئے یہ پیشگوئی ٹل گئی۔ اور ارض مقدس کا فتح کرنا ان کے لئے ممنوع ہو گیا۔ ناظرین! دیکھئے پیشگوئی کے منسوخ ہونیکی کیسی صاف مثال ہے۔ موسیٰ کے مخاطبین سے وعدہ کیا جاتا ہے۔ مگر پھر فرماتا ہے کہ اچھا وعدہ منسوخ۔ اب انکی نسلوں کو چالیس سال کے بعد ملے گا +

اب پیشگوئیوں کے اصول کے بیان کرنے کے بعد میں مولوی صاحب کی پیش کردہ پیشگوئیوں کو لیتا ہوں۔ مولوی صاحب نے پہلی پیشگوئی محمدی بیگم کے نکاح کی پیش کی ہے اس کے **جواب** میں عرض ہے کہ نکاح کی پیشگوئی کوئی مستقل پیشگوئی نہیں بلکہ مستقل پیشگوئی سلطان محمد پٹی والے کی ہلاکت تھی۔ جیسا کہ خود مرزا صاحب انجام آتھم کے صفحہ ۲۱۷ میں فرماتے ہیں وکان اصل المقصود الاھلاک وتعلم انه ھو الاھلاک واما تزویجھا ایای فھو لاعظام الایة فی عین المخلوقات بادراج المشکلات المعضلات اولحکم اخریٰ۔ یعنی اصل پیشگوئی سلطان محمد کی ہلاکت کی تھی۔ نکاح کی پیشگوئی تو محض اُسکی تقویت کے لئے تھی۔ مرزا صاحب کے اس حوالہ سے صاف ظاہر ہے کہ نکاح کی پیشگوئی کوئی مستقل پیشگوئی نہیں بلکہ اصل پیشگوئی سلطان محمد کی ہلاکت کی ہے اور اُس کی ہلاکت کی پیشگوئی کا مدار اسکی تکذیب اور شوخی اور استہزا پر ہے یعنی سلطان محمد

کی ہلاکت کا واقعہ ہونا اسکی تکذیب اور شوخی پر منحصر ہے جیسا کہ یہ بات اصل الہام سے ظاہر ہے جسکے الفاظ یہ ہیں:- کذّبوا بآیاتی وکانوا بھا یستھزءون یعنی پیشگوئی ہلاکت کی اس لئے گئی کہ وہ تکذیب اور استہزاء میں اور مکذبین کا شریک تھا۔ اس سے معلوم ہوا کہ سلطان محمدؐ کی ہلاکت شرطی ہے اور تکذیب سے مشروط ہے جیسا کہ خود مرزا صاحب فرماتے ہیں۔ وقد علمنا انّ ھذا الالھام کان لانذار ھذہ العشیرۃ وکان الوعید وشرطہ لتلک الفئۃ (انجام آتھم ص۲۲) ✣

پھر فرماتے ہیں وقد علمت انی اشعتُ فی ھذا الامر اشتھاراتٌ ثلاثًا فی الاوقات المتفرقۃ وما کان الھامٌ فی ھذہ المقدمۃ الا کان معہ شرط کما قرأت علیک فی التذکرۃ السابقۃ (انجام آتھم ص۲۲) ✣

پھر حضرت صاحب فرماتے ہیں۔ واعلم انّ حرف الفاء علی لفظ فسیکفیکھم اللہ من الرحمٰن بعد ذکر تکذیب اھل الطغیان کان اشارۃً الی انّ العذاب لا ینزل الا عند التکذیب والعدوان ✣

اس سے صاف ظاہر ہے۔ کہ سلطان محمدؐ کی ہلاکت نہیں ہو سکتی جب تک وہ سابقہ وطیرہ کی طرح تکذیب اور شوخی میں حد سے نہ بڑھ جاوے۔ اب واقعات کو دیکھو۔ جب سلطان محمدؐ کا خسر احمد بیگ پیشگوئی کے مطابق مر گیا۔ تو اُن لوگوں کی شوخی جاتی رہی اور جب شوخی جاتی رہی تو ہلاکت کی پیشگوئی بھی بسبب شرط کے مفقود ہونے کے ٹل گئی۔ تو چونکہ اصل پیشگوئی ہلاکت کی تھی۔ اور نکاح کی پیشگوئی اسکی فرع تھی۔ تو اصل کے ٹلنے سے وہ بھی ٹل گئی۔ اور اس کا ٹلنا ضروری تھا۔ اور انکے شوخی نہ کرنے کا ثبوت یہ ہے کہ خود حضرت مرزا صاحب نے انجام آتھم کے ص۳۷ میں لکھا ہے (دیکھو ضمیمہ* ص۳۷) اور خود سلطان محمدؐ کا

* (ضمیمہ متعلقہ ص۳۷) "فیصلہ تو آسان ہے احمد بیگ کے داماد سلطان محمد کو کہو۔ کہ تکذیب کا اشتہار دے۔ پھر اُس کے بعد جو میعاد خدا تعالیٰ مقرر کرے۔ اگر اس سے اُسکی موت تجاوز کرے۔ تو میں جھوٹا ہوں۔ ضرور ہے۔ کہ یہ وعید کی موت اُس سے تھمی رہے جب تک کہ وہ گھڑی آجائے۔ کہ اُس کو بیباک کر دے" ✣

ایک عکسی خط تشحیذ الاذہان میں شائع ہوا ہے جس میں وہ بجائے تکذیب اور شوخی کے لکھتا ہے کہ میں جناب مرزا صاحب کو بزرگ۔ اسلام کا خدمت گذار۔ شریف النفس۔ خدا یاد پہلے بھی اور اب بھی خیال کر رہا ہوں۔ دیکھو تشحیذ الاذہان بابت ماہ مئی سنہ ۱۹۱۳ء +

غرض نکاح کی پیشگوئی صریح ہلاکت کی پیشگوئی ہے۔ اور ہلاکت کی پیشگوئی مشروط ہے تکذیب پر۔ اور تکذیب اور شوخی چونکہ وقوع میں نہیں آئی۔ بلکہ عکسی خط سے معلوم ہوا۔ کہ وہ مرزا صاحب کا معتقد ہے۔ اس لئے جب تکذیب صادر نہ ہوئی۔ تو ہلاکت ٹل گئی اور جب ہلاکت ٹل گئی۔ تو اسکی فرع یعنی نکاح کی پیشگوئی بھی ٹل گئی۔ سچ ہے یَمْحُوا اللّٰہُ مَا یَشَآءُ وَیُثْبِتُ +

پھر یہ بھی یاد رکھنا چاہئے۔ کہ اگر یہ پیشگوئی جھوٹی ہوتی۔ تو چاہئے تھا۔ کہ سلطان محمد اور محمدی بیگم کے رشتہ دار مرزا صاحب کے مخالف ہوتے۔ مگر بجائے اسکے سلطان محمد معتقد ہوگیا۔ جیسا کہ عکسی خط سے ثابت ہے۔ اور محمدی بیگم کی والدہ اور اُس کی خالہ اور اُسکی بہنیں سب حضرت اقدس کے سلسلہ میں داخل ہوگئیں۔ اور اب محمدی بیگم کا سب خاندان احمدی ہے۔ اب نکاح کی پیشگوئی پر کافی بحث ہو چکی ہے +

دوسری پیشگوئی مولوی صاحب نے ڈاکٹر عبدالحکیم کے متعلق پیش کی ہے کہ مرزا صاحب نے پیشگوئی کی تھی۔ کہ وہ آپ کی زندگی میں مرجائیگا۔ مگر یہ پوری نہیں ہوئی۔ لیکن جناب مولوی صاحب نے حضرت صاحب کی کسی کتاب سے ثابت نہیں کیا۔ کہ حضرت صاحب نے ڈاکٹر صاحب کے اپنی زندگی میں مرنیکی پیشگوئی کی ہے چشمہ معرفت کی اصل عبارت جس کا آپ نے حوالہ دیا ہے۔ یہ ہے :-

"وہ خود عذاب میں مبتلا کیا جائیگا۔ خدا اس کو ہلاک کریگا۔ اور میں اس کے شر سے محفوظ رہونگا۔" ایتہا الناظرین۔ اس میں کس جگہ لکھا ہے کہ عبدالحکیم خان حضرت صاحب کی زندگی میں فوت ہو جاویگا۔ غرض حضرت صاحب کی کسی کتاب سے ثابت نہیں کہ کہیں بھی حضرت صاحب نے فرمایا ہو۔ کہ عبدالحکیم میری زندگی میں ہلاک ہوگا۔ پس جب یہ پیشگوئی ہی نہیں کی گئی۔ تو اس کا جھوٹا نکلنا کیا معنے رکھتا ہے۔ ہم مولوی صاحب سے مطالبہ

کرتے ہیں کہ وہ حضرت صاحب کی کسی کتاب سے یہ نکالکر دکھادیں۔ کہ عبدالحکیم میری زندگی میں مرجاوے گا +

اور آپ کا یہ کہنا کہ عبدالحکیم نے یہ پیشگوئی کی تھی کہ مرزا صاحب ۴ر اگست سنہ ۱۹۰۸ تک مرجائینگے یہ بالکل غلط ہے۔ عبدالحکیم خاں کی ایسی کوئی پیشگوئی نہیں۔ اس کی یہ پیشگوئی تھی۔ کہ ۴ر اگست سنہ ۱۹۰۸ء کو مرزا صاحب فوت ہونگے جو سراسر جھوٹی ثابت ہوئی۔ اور اس کا ثبوت کہ عبدالحکیم کی پیشگوئی میں لفظ **کو** ہے نہ کہ **تک**۔ یہ ہے کہ خود آپ کے اخبار اہلحدیث میں سنہ ۱۹۰۸ء کے پرچہ میں جب عبدالحکیم کی پیشگوئی نقل کیگئی ہے تو وہاں لفظ **کو** لکھا ہوا ہے۔ اسی طرح خود ڈاکٹر نے جو مضمون پیسہ اخبار اور وطن میں شائع کیا تھا۔ اسمیں لفظ **کو** تھا۔ نہ کہ تک۔ اسی طرح خود ہمارے سلسلہ کے اخبار بدر مورخہ ۲۴ مئی سنہ ۱۹۰۸ء میں لفظ **کو** شائع ہوا ہے نہ کہ تک۔ ہاں چشمہ معرفت میں کاتب کی غلطی سے **کو** کے بجائے تک لکھا ہے۔ جو نظر انداز کرنے کے قابل ہے۔ کیونکہ جب خود عبدالحکیم کے اپنے شائع کردہ مضمون میں لفظ **کو** ہے تو پھر کسی اور شخص کی عبارت میں لفظ تک کا ہونا کوئی وقعت نہیں رکھتا۔ غرض نہ تو حضرت صاحب نے عبدالحکیم کے متعلق یہ پیشگوئی کی۔ کہ وہ میری زندگی میں فوت ہوگا۔ اور نہ عبدالحکیم کی یہ پیشگوئی کہ مرزا صاحب ۴ر اگست کو فوت ہونگے۔ پوری ہوئی +

اس کے بعد خود مولوی ثناء اللہ والی پیشگوئی پیش کیگئی ہے اس کا یہ **جواب** ہے کہ جس اشتہار کا آپنے حوالہ دیا ہے اسمیں خود لکھا ہے کہ یہ پیشگوئی نہیں۔ اور نہ وحی اور الہام کی بنا پر کوئی فیصلہ ہے۔ بلکہ **دعا** ہے۔ پس اس کا پورا نہ ہونا یہ معنے نہیں رکھتا۔ کہ کیوں یہ پیشگوئی پوری نہیں ہوئی۔ کیونکہ خود رسول کریم (صلعم) بھی فرماتے ہیں کہ میں نے تین دعائیں کیں۔ تیسری کے متعلق فرمایا۔ مَنَعَنِیْ وَاحِدَۃً یعنے خدا نے تیسری دعا قبول نہیں کی۔ دیکھو مشکوٰۃ۔ اور خود مرزا صاحب کا مذہب ہے کہ میری اکثر دعائیں قبول ہوتی ہیں۔ نہ کہ کل۔ (حقیقۃ الوحی ص۱۹ اور ص۳۲۱ اور تریاق القلوب ص۱۵۱) اور یہ جو آپ نے لکھا ہے کہ دعا کی قبولیت کا الہام ہوگیا تھا۔ یہ غلط ہے کیونکہ

اشتہار جسمیں دُعا درج ہے۔ وہ ۱۵۔ اپریل کا ہے اور الہام اُجِیبُ دَعْوَۃَ الدَّاعِ۔ ۱۴۔ اپریل کا ہے۔ اس لئے یہ محض دُعا ہے نہ کہ پیشگوئی +

اب یہ سوال کہ مولوی صاحب کیوں زندہ ہے۔ اس کا یہ **جواب** ہے کہ یہ تو خود مرزا صاحب کی پیشگوئی کا پورا کرنے والا ہے کیونکہ مرزا صاحب اعجاز احمدی میں جو اس دُعا سے کئی سال پیشتر کی ہے تحریر فرماتے ہیں کہ عنقریب ثناء اللہ کے ذریعے میرا یہ نشان ظاہر ہوگا کہ اگر اس چیلنج پر وہ مستعد ہوئے کہ کاذب صادق سے پہلے مرجاوے۔ تو ضرور وہ پہلے مرینگے۔ اعجاز احمدی صـ۳۷

دیکھئے حضرت مرزا صاحب پیشگوئی کرتے ہیں کہ مولوی ثناء اللہ میری زندگی میں تب مرینگے جبکہ وہ یہ معیار قبول کریں کہ کاذب پہلے مریگا۔ صادق پیچھے۔ لیکن آپ نے یہ معیار قبول نہیں کیا۔ بلکہ ۲۶۔ اپریل سنہ ۱۹۰۷ء کے اہلحدیث میں یہ شائع کیا کہ یہ معیار درست نہیں۔ اور لکھا ہے کہ قرآن تو کہتا ہے کہ بدکاروں کو خدا کی طرف سے مہلت ملتی ہے اور خدا تعالیٰ جھوٹے اور دغاباز مفسد اور نافرمان لوگوں کو لمبی عمریں دیا کرتا ہے۔ پس جب آپ نے بجائے اسبات کے ماننے کے۔ کہ صادق زندہ رہتا ہے یہ تسلیم کیا۔ کہ کاذب زندہ رہتا ہے تو خدا تعالیٰ نے آپ ہی کے تسلیم کردہ معیار کے مطابق کاذب کو مہلت دی۔ اور صادق کا وصال ہوگیا +

اب میں اپنا پرچہ ختم کرتا ہوں کیونکہ میرا وقت ہوگیا۔

سید محمد اسحٰق

تردید جواب الجواب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پرچہ دوم از محمدیاں

بابت دعوئے مرزا صاحب

میر صاحب نے اپنے پہلے پرچہ میں جن دلائل کا ذکر کیا تھا۔ میں نے اُنکی بابت لکھ دیا تھا کہ میں بحکم اصول مناظرہ معارضہ کر سکتا ہوں۔ اس اصول کی بابت میر صاحب نے کچھ نہیں[1] کہا کہ علم مناظرہ کا قاعدہ ہے یا نہیں۔ اُن کو یاد نہ ہو۔ تو کتاب رشیدیہ ملاحظہ کریں +

میں مانتا ہوں۔ قرآن شریف نے جو دلائل آنحضرتؐ کی صداقت کے بیان کئے ہیں وہ بالکل صحیح ہیں۔ مگر آنحضرتؐ میں اور مرزا صاحب میں جو فرق ہے وہ محل نزاع ہے وہ فرق یہ ہے۔ کہ آنحضرتؐ کی زندگی بعد دعویٰ بھی بے لوث اور بے اعتراض[2] رہی۔ مگر مرزا صاحب نے جونہی دعویٰ نبوت کیا۔ قرآن کی آیت لَاَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِيْنِ نے اپنے اثر

---

[1] معارضہ سے کون روکتا ہے لیکن آپؐ کا نقض نہ کرنا اس بات کا ثبوت ہے کہ آپ پیش کردہ معیار صداقت کو مسیح موعود پر چسپاں پاتے ہیں اور ان کی تردید کی ہمت نہیں رکھتے +

[2] معیار صداقت وہ زندگی ہے جو قبل از دعوئے نبوت ہو۔ ورنہ بعد دعوئے نبوت تو ہر نبی کے متعلق مخالفین اعتراض کرتے رہے جیسا کہ بخاری میں لکھا ہے۔ ہرقل نے ابوسفیان سے کہا ھل تتھمونہ بالکذب قبل ان یقول ما قال یعنی بعد دعویٰ نبوت تو تم رسول عربی کی زندگی پر اعتراض کرتے اور اسے جھوٹا قرار دیتے ہو۔ لیکن کیا دعوی سے پہلی زندگی میں بھی کبھی اعتراض کیا؟ اور مسیح موعودؑ کی قبل از دعوی زندگی کا بے لوث ہونا آپ نے بھی مان لیا۔ اور محل نزاع بعد از دعویٰ زندگی کو ٹھہرایا جو معیار صداقت نہیں۔ کیونکہ اس وقت تو ہر کہ دمہ نبی کو بُرا کہتا ہے +